Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے
سالانہ.............. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....چینی کا بحران،حکومت اور عوام کا فریضہ............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۶۲،آیت نمبر۹۹تا۱۰۱). . یہودیوں کی عہد شکنی اور کفر کی مثال.........// // ۶

درسِ حدیث ....استسقاء کی دعا اور نماز کا بیان (قسط۱)..............// // ۸

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

این آر او کا قانون قومی وشرعی تناظر میں.....................مفتی محمد رضوان ۱۸

سرکاری یوٹیلٹی سٹورز کی ناکامی کی وجوہات...............................// // ۲۰

درود شریف کے فضائل وآداب (قسط نمبر۲)...............................// // ۲۴

تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (پانچویں وآخری قسط)......................مفتی محمد امجد حسین ۲۸

ماہِ ذیقعدہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات ....مولوی طارق محمود ۳۳

مفسداتِ نماز (نماز توڑنے والی چیزیں) (نماز کے احکام: قسط۱۴)...............مفتی محمد امجد حسین ۳۶

نام رکھنے کے آداب (قسط۲)..............................مفتی محمد رضوان ۴۰

موجودہ حالات کے تناظر میں (قسط۳).........اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب ۴۲

ہر کام علماء کے ذمہ نہیں (بسلسلہ: اصلاحُ العلماء والمدارس).........................مفتی محمد رضوان ۴۳

علم کے مینار..................سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۶).............مفتی محمد امجد حسین ۴۶

تذکرۂ اولیاء:.................ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۷)................// // ۴۸

پیارے بچو! ....مظلوم کی بَد دُعا.............................ابوفرحان ۵۱

بزمِ خواتین ....ایک سبق آموز واقعہ.....................مفتی ابوشعیب ۵۳

آپ کے دینی مسائل کا حل.......قنوتِ نازلہ کے احکام..................ادارہ ۵۶

کیاآپ جانتے ھیں؟..................سوالات وجوابات...............ترتیب: مفتی محمد یونس ۷۶

عبرت کدہ ....حضرت لوط علیہ السلام (قسط۴)...................ابوجویریہ ۸۱

طب وصحت..............املوک (PERSIMMON)...............حکیم محمد فیضان ۸۴

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...............مولانا محمد امجد حسین ۸۵

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...............ابرار حسین ستی ۸۶

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر۶ (۱۴۳۰ھ) کی اجمالی فہرست ....ابورملہ ۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

چینی کا بحران، حکومت اور عوام کا فریضہ

ہمارا ملک بحمد اللہ تعالیٰ زرعی وسائل سے مالا مال ہے، بلکہ ملکی معاشی ترقی کا دار و مدار بنیادی طور پر زراعت پر ہے، قدرت نے ملک کو زرخیز زمین، موزوں موسم، وافر پانی سب کچھ عطا فرمائے ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے ان سب باتوں کے باوجود آٹے کے بحران کے بعد گذشتہ کئی ماہ سے ملک میں چینی کے بحران کا سامنا ہے، اور گذشتہ چند دنوں سے اس بحران کا چرچا بہت زیادہ ہے جبکہ چینی زیادہ تر گنے کی فصل سے تیار ہوتی ہے، اور گنا زرعی پیداوار ہے۔

گذشتہ سال گنے کی عالیشان فصل کے باوجود ملک کو چینی کے بحران کا سامنا ہے، اس بحران کے نتیجہ میں غریب عوام سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں، براہِ راست چینی کی قیمت پر اس کے اثرات تو اپنی جگہ ہیں، جو اشیاء چینی سے تیار ہوتی ہیں، مثلاً مٹھائی وغیرہ ان کی قیمتوں پر بھی اس سے بُرا اثر پڑا ہے۔

معتبر ذرائع کے مطابق گذشتہ سال گنے کو خرید کرنے والے شوگر ملوں کی طرف سے بھی زیادتی سامنے آئی کہ انہوں نے گنے کی خریداری میں کوتاہی اختیار کی، کسانوں کو بے جا پریشان رکھا، جس کے نتیجہ میں بہت سے کسانوں نے گنے کی بڑی مقدار کو نذرِ آتش کر دیا، اور متعلقہ ادارے اور شوگر ملز سمیت یہ کسان بھی کفرانِ نعمت کے مرتکب شمار ہوئے۔

خیر یہ واقعہ تو اپنی جگہ، حکومت کی طرف سے چینی کے موجودہ بحران کی وجہ بار بار ذخیرہ اندوزی قرار دی جاتی ہے، لیکن باوجود ہر قسم کی کوششوں کے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف موثر کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔

اس کی بنیادی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حکمران اور سیاسی لوگ ہی عام طور پر بالواسطہ یا بلا واسطہ ذخیرہ اندوزی کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں، اور سیاسی اثر ورسوخ اور پناہ کے باعث وہ اس جرم سے باز آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

افسوس ہے کہ ہمارے یہاں سیاست میں ایسے ہی لوگ عام طور پر آگے آتے اور کامیاب قرار پاتے ہیں،

کہ جو معاشرہ میں اچھے کردار کے مالک نہیں ہوتے اور ظلم وستم، حرام خوری، کام چوری اور ذخیرہ اندوزی جیسے جرائم میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

اور اسی سبب سے جب بھی ذخیرہ اندوزی سے نجات کی کوششیں کی جاتی ہیں، وہ بے سود و بے اثر ثابت ہوتی ہیں۔

کتنی حیرت کا مقام ہے کہ سیاست اور حکمرانی جو عوام کی خدمت کی ذمہ داری کا اہم شعبہ تھا، اسی شعبہ کے اہل حل وعقد جب عوام کے پیٹ کاٹنے لگیں اور ان پر ظلم وستم کرنے لگیں تو پھر آگے کس سے خیر کی توقع کی جاسکتی ہے۔

ایک طرف تو ہمارے ملک میں ذخیرہ اندوزوں کے ظلم وستم کی طویل داستان ہے، جس کو اگر لکھا جائے تو دفتر کے دفتر سیاہ ہوجائیں،

دوسری طرف عوام الناس کا کردار بھی اس قسم کے مواقع پر مایوس کن نظر آتا ہے، کیونکہ ہمارے یہاں اس طرح کا مزاج بن گیا ہے کہ جب بھی کسی چیز کے بارے میں قلت کا شوشہ چھیڑا جاتا ہے، خواہ وہ مصنوعی درجہ کا ہی کیوں نہ ہو، فوراً امراء واغنیاء کا طبقہ بھاری مقدار میں اس چیز کی خریداری کر کے اپنی آئندہ کی ضرورت کے لئے جمع کر لیتا ہے، اور ظاہر ہے کہ غریب عوام کے پاس اتنی رقم نہیں ہوتی کہ وہ زیادہ مقدار میں اشیاء کی خریداری کرسکیں، وہ بے چارے تو یومیہ یا ہفتہ وار یا حد سے حد ماہانہ ضرورت ہی کی اشیاء خرید سکتے ہیں۔

یہ وجہ بھی غریب عوام کی پسپائی کی بنتی ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ امراء واغنیاء کا طبقہ غرباء ومساکین کا خیال رکھے اور غیر ضروری اسٹاک جمع کر کے نہ رکھے۔

ان مذکورہ خرابیوں کے ساتھ ساتھ ہی ایک خرابی بے حسی کی شکل میں سامنے آتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اشیاء کی قلت اور بحران کے باوجود ان کا استعمال بلکہ اضاعت بدستور جاری رہتی ہے، نہ تو استعمال میں کمی کی جاتی اور نہ ہی اضاعت واسراف سے اپنے آپ کو بچایا جاتا۔

چنانچہ آجکل چینی کی قلت اور بحران کے باوجود مٹھائی جات کا غیر معمولی استعمال بدستور جاری ہے، جس کا اندازہ مٹھائی فروشوں کی دوکانوں پر رش اور ہجوم کو اور تقریبات میں سویٹ ڈشوں کو، اور چائے نوشی وغیرہ

کی کثرت کو دیکھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ اشیاء کی قلت اور غیر معمولی بحران کے باوجود بھی قوم میں حس وشعور پیدا نہیں ہوتا۔ اس قسم کی بے حسی نے ہمیں معاشی اور دوسرے میدانوں میں بہت ہی نقصان پہنچایا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ کسانوں سے گنے کی فصل کی خریداری کے لئے مناسب اور معیاری نظام مقرر کیا جائے اور ذخیرہ اندوز اللہ کا خوف کریں اور غریبوں کے حال پر رحم کھائیں۔

اور کارروائی کرنے والے ادارے اخلاص اور محنت کے ساتھ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف موثر کارروائی کریں۔ امراء واغنیاء غیر ضروری اسٹاک اپنے گھروں میں جمع نہ کریں اور امراء واغنیاء سب مشترکہ مسئلہ سمجھ کر کفایت شعاری اور محدود استعمال کی عادت کو اپنائیں اور اسراف اور فضول ضیاع سے اجتناب کریں۔ تو امید کی جاتی ہے کہ اس قسم کے بحرانوں سے نکلنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمت کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

Idara Ghufran

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۶۲، آیت نمبر ۹۹ تا ۱۰۱)　مفتی محمد رضوان

یہودیوں کی عہد شکنی اور کفر کی مثال

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ. وَمَا يَكْفُرُبِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ (۹۹)
اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ. بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۱۰۰)
وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ. كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۱)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے آپ پر ایسی آیتیں اتاری ہیں جو روشن (دلائل والی) ہیں، اور ان کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں، جو نافرمان ہیں (۹۹) کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں نے جب جب بھی کوئی عہد کیا، ان کے ایک گروہ نے (ہمیشہ) اس کو توڑا، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے (۱۰۰) اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول (یعنی محمد ﷺ) آئے، جو اُس چیز کی تصدیق کرنے والے ہیں، جو ان کے پاس ہے (یعنی تورات) تو اہلِ کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب (یعنی توراۃ وانجیل) کو اس طرح اپنے پسِ پشت ڈال دیا کہ گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں (۱۰۱)

تفسیر وتشریح

اس سے پہلے یہودیوں کے اس اعتراض کا جواب گزر چکا ہے کہ قرآن تو جبریل کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے، جو ہمارے دشمن ہیں۔

اس کے علاوہ یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ آپ پر کوئی ایسی واضح دلیل نازل نہیں ہوئی، جس کو ہم بھی جانتے پہچانتے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ ہم نے تو آپ کے اوپر بہت سی ایسی روشن نشانیاں اور دلائل نازل کئے ہیں، کہ جن سے حق پوری طرح واضح ہے، اور یہ لوگ ان نشانیوں اور دلیلوں سے متعارف ہیں، لہٰذا ان کا انکار اور کفر اس وجہ سے نہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں، بلکہ ان کا انکار اور کفر اس وجہ سے ہے کہ یہ

نافرمانی کے عادی ہو چکے ہیں، اور ان کی نافرمانی کا تو یہ عالَم ہے کہ انہوں نے ہمیشہ عہد کر کے اس کو توڑا، اور ان میں سے اکثر لوگ کفر ہی اختیار کرتے رہے ہیں۔

اور اب بھی ایسا ہی ہوا کہ توراۃ وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ کی نشانیاں بتلا کر ان پر ایمان لانے کا عہد کیا گیا تھا، اور اس حالت میں حضور ﷺ پر ایمان لانا توراۃ وغیرہ پر عمل اور اس کی تصدیق تھی۔

لیکن اہلِ کتاب میں سے بعض لوگ اللہ کی کتاب میں کئے گئے عہد معاہدوں کو پسِ پشت ڈال کر ایسے ہوگئے کہ گویا کہ یہ ان باتوں کو جانتے ہی نہیں، اور بالکل بے خبر ہیں، یا پھر اس چیز سے ہی بے خبر ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اور اہلِ کتاب میں سے بعض لوگوں کو خاص اس لئے کیا گیا کہ ان میں سے بعض لوگ عہد کو پورا بھی کرتے تھے، یہاں تک کہ آخر میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان بھی لائے تھے (معارفین بتغیر)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۱۷ ''استسقاء کی دعا اور نماز کا بیان''﴾

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے، تو آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، اور اپنی چادر کو پلٹا، اور اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھایا (پھر لمبی دعا کی) (ترجمہ ختم)

مگر اس روایت کے ایک راوی مسیّب بن شریک ہیں، جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ:

خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَاسْتَسْقَى فَقَامَ بِهِمْ عَلَى رِجْلَيْهِ عَلَى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَغْفَرَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ (بخاری، حدیث نمبر ۹۶۶، باب الدعاء فی الاستسقاء قائما)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن یزید انصاری اور ان کے ساتھ براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، تو حضرت عبداللہ بن یزید ان کے سامنے منبر کے بغیر اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے، پھر استغفار کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں جہری قرأت فرمائی، اور اذان واقامت نہیں کہی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کے لئے منبر ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں، اور استسقاء کی نماز جہری قرأت کے ساتھ اور اذان واقامت کے بغیر پڑھی جاتی ہے۔ (جاری ہے......)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

استسقاء کی دعا اور نماز کا بیان (قسط ۱)

استسقاء کے لغوی وشرعی معنٰی

استسقاء کے معنٰی لغت میں پانی طلب کرنے کے ہیں، اوراس کے شرعی معنٰی ضرورت کے وقت مخصوص طریقہ پر بارش نازل ہونے کی دعا کرنے کے ہیں، مثلاً بارش رک گئی ہو، اور چشموں اور تالابوں وغیرہ میں انسانوں اور جانوروں اورکھیتی کی ضروریات کے لئے پانی نہ ہو، یا بہت تھوڑا ہو، جس سے ضرورت پوری نہ ہورہی ہو، اگر بارش نہ ہونے کی وجہ سے غذائی اشیاء کے مہنگا ہونے کا خوف ہو، جس سے عام لوگوں اورغریبوں کو پریشانی لاحق ہو، تو یہ بھی ضرورت میں داخل ہے۔ [۱]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذِاسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ (سورہ بقرہ آیت ۶۰ پ ۱)

کہ جب (حضرت) موسٰی (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے واسطے پانی کی دعا مانگی۔

---

[۱] بَابُ الِاسۡتِسۡقَاءِ هُوَ لُغَةً :طَلَبُ السَّقۡيِ وَإِعۡطَاءُ مَا يَشۡرَبُهُ وَالِاسۡمُ السُّقۡيَا بِالضَّمِّ . وَشَرۡعًا :طَلَبُ إنۡزَالِ الۡمَطَرِ بِكَيۡفِيَّةٍ مَخۡصُوصَةٍ عِنۡدَ شِدَّةِ الۡحَاجَةِ بِأَنۡ يُحۡبَسَ الۡمَطَرُ وَلَمۡ يَكُنۡ لَهُمۡ أَوۡدِيَةٌ وَآبَارٌ وَأَنۡهَارٌ يَشۡرَبُونَ مِنۡهَا وَيَسۡقُونَ مَوَاشِيَهُمۡ وَزَرۡعَهُمۡ أَوۡ كَانَ ذَلِكَ إلَّا أَنَّهُ لَا يَكۡفِي فَإِذَا كَانَ كَافِيًا لَا يُسۡتَسۡقَى كَمَا فِي الۡمُحِيطِ قُهُسۡتَانِيٌّ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء)

وتفيسر الحاجة عندی ان يخاف غلاء السعر من قلة المطر بحيث يضطرب به فقراء الناس وعامتهم ، ولاعبرة باغنيائهم ، واما مافی بعض الحواشی ان معنی الحاجة ان لاينزل من السماء قطر ولايبدوا فی الآفاق قزعة من سحاب ولا كقدر الشبر فلا اصل له فی الفقه ، فان قليل المطر لايغنی وظهور السحاب فی الآفاق لايجدی مالم يمطر بقدر الكفاية ،وعليه المدار فی الاستسقاء كمايشعر به كلام المحيط الذی ذكرناه اولا (اعلاء السنن ج۸ص ۱۹۲ ، باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

مذکورہ عبارات کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہوا کہ جن ممالک میں بجلی کی پیداوار کا بنیادی مدار پانی پر ہو، اور پانی کی قلت سے غرباء اور عام لوگوں کو بجلی کا معاوضہ ادا کرنے میں دشواری کا سامنا ہو، یا عام ملکی معیشت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، جس کا اثر بالآخر غرباء اور عام لوگوں تک پہنچتا ہو، اوراس غرض کے لئے بارش کی ضرورت ہو، تو بھی استسقاء کی نماز مشروع ہوگی۔

Idara Ghufran

اوراستغفار بھی کیونکہ دعا کی ایک قسم ہے، جس میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کی جاتی ہے، اس لئے بارش طلب کرنے کی دعامیں استغفار بھی شامل ہے۔

استسقاء کے دوطریقے(دعاؔ،اورنمازؔ)

بارش کا رکنا اور پانی کی کمی ان مصائب میں سے ہے جو بداعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہے،اس لئے شریعت کی طرف سے استسقاء یعنی بارش طلب کرنے کے دو طریقے بتلائے ہیں،ایکؔ صرف دعاواستغفار کی شکل میں،دوسرؔے استسقاء کی نماز پڑھ کر۔

پھر دعا کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ تنہا اور عام مجمعوں میں دعا کی جائے،اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نمازوں کے بعد اور جمعہ وعیدین کے خطبوں میں دعا کی جائے، کہ ان اوقات وحالات میں دعا کی قبولیت زیادہ ہے،اور بارش طلب کرنے کی جو دعائیں احادیث میں آئی ہیں،ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے میں زیادہ تاثیر ہے اور جب بارش وپانی کی سخت ضرورت ہو، مثلاً کنوؤں،ڈیموں، ندیوں، اور نالوں میں پانی ختم یا کم ہوجائے،جس کی وجہ سے انسانوں کی خوردونوش وغیرہ کی ضروریات متأثر ہونے لگیں، جانوروں کے لئے گھاس چارہ وغیرہ کی تنگی ہو،کھیتی اور فصل خراب ہورہی ہواور لوگوں میں پریشانی وبے چینی پھیل جائے تو پھر نماز استسقاء پڑھی جائے،اگر بارش نہ ہونے کی وجہ سے غذائی اشیاء کے مہنگا ہونے کا خوف ہو،جس سے عام لوگوں اور غریبوں کو پریشانی لاحق ہو،تو بھی استسقاء کی نماز پڑھنی چاہئے۔

جس کی تفصیل پہلے شروع میں گزرچکی ہے۔

اوراسی کے ساتھ صدقہ وخیرات اور روزہ واستغفار اور دوسرے نیک کاموں کا اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کیا جائے (کذافی مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء، شرح النووی علی مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء)

بارش طلب کرنے کے لئے حضورﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف دعا کرنا بھی ثابت ہے اوراس بارے میں نماز پڑھنا بھی ثابت ہے جسے نماز استسقاء کہتے ہیں،اوران دونوں طریقوں کے احادیث سے ثابت ہونے اور جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں،امام محمد اور امام ابویوسف اور امام طحاوی رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر فقہائے احناف اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں،اور عمل بھی اسی کے مطابق ہے(مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء،شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء کیف ھو،الموطأ،لمحمَّد بن الحَسَن،باب الاستسقاء)

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ انہوں نے باجماعت نمازِ استسقاء کے مسنون

ہونے کی نفی فرمائی ہے، جس کی فقہائے کرام نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس کے ایسی سنت ہونے کی نفی کی ہے، کہ جو حضورﷺ کا دائمی عمل ہو (کیونکہ حضورﷺ نے بارش و پانی کی ضرورت کے وقت ہمیشہ باجماعت نمازِ استسقاء کا اہتمام نہیں فرمایا، بلکہ عام طور پر دعا پر اکتفاء فرمایا ہے)
جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے نمازِ استسقاء کے جائز بلکہ مستحب ہونے کا انکار نہیں کیا۔
مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہمارے نزدیک ضرورت کے وقت اولاً تو استسقاء کی نماز سنت ہے، اور دوسرے کم از کم درجہ میں مستحب ہے۔

استسقاء کے پہلے طریقے یعنی دعا کا بیان

بارش طلب کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔
اس کا مندرجہ ذیل احادیث وروایات میں ذکر ہے۔
(۱)......حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ جب بارش کی دعا فرماتے تھے، تو اس طرح دعا فرماتے تھے:

اللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَهَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَأَحْيِ بَلَدَکَ الْمَيِّتَ

ترجمہ: یا اللہ! اپنے بندوں کو اور جانوروں کو پانی کی نعمت عطا فرما دیجئے، اور اپنی رحمت کو پھیلا دیجئے، اور اپنی مُردہ زمین کو زندہ فرما دیجئے (ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۱۷۸، کتاب الاستسقاء، واللفظ لہٗ، مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۴۰۳)

اس حدیث سے بارش کے لئے دعا کرنا ثابت ہوا۔
(۲)......اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے ہوئے تشریف لائے، اور یہ دعا فرمائی، جس سے فوراً آسمان پر بادل چھا گئے:

اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَ آجِلٍ.

ترجمہ: یا اللہ! ہماری پانی کی فریاد کو بہتر اور اچھے طریقہ سے پوری فرما دیجئے، جس میں کوئی ضرر نہ ہو، اور جلدی پوری فرما دیجئے نہ کہ تاخیر سے (ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۱۷۱، کتاب الاستسقاء)

اس حدیث سے بھی بارش کے لئے دعا کرنے کا ثبوت ہوا۔
(۳)......حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبیﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کی خدمت میں ایسی قوم کے پاس سے حاضر ہوا ہوں، جن کے یہاں جانوروں کا چارہ نہیں ہے، جس کی وجہ سے جانور کمزور ہورہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد یہ دعا فرمائی، اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے، اس دعا کے بعد جو شخص بھی کسی طرف سے آیا، اس نے یہی کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرمادی ہے:

اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ

ترجمہ: یا اللہ! ہماری پانی کی فریاد کو بہتر اور اچھے طریقہ سے اور وسیع بادل اور بھاری بارش کے ذریعے سے جلدی پوری فرمادیجئے، نہ کہ تاخیر سے (ابن ماجه، حديث نمبر ۱۲۶۰ باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الاسْتِسْقَاءِ)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بارش کے لئے دعا کرنا سنت ہے۔

(۴)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وِجَاهَ الْمِنْبَرِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَتْ الْمَوَاشِي وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ يُغِيثُنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا اللَّهُمَّ اسْقِنَا اللَّهُمَّ اسْقِنَا قَالَ أَنَسُ وَلَا وَاللهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةً وَلَا شَيْئًا وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتْ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ وَاللهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَتْ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ يُمْسِكْهَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالْجِبَالِ وَالْآجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ (بخاری، حديث نمبر ۹۵۷، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى المسجد الجامع، واللفظ لهٗ، و حديث نمبر ۹۵۸، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة، مسلم، حديث نمبر ۲۱۱۵، باب الدعاء فى الاستسقاء)

ترجمہ: ایک آدمی جمعہ کے دن منبر کے سامنے والے دروازے سے داخل ہوا، اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، پھر اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول مویشی ہلاک ہوگئے، اور چشمے خشک ہوگئے، تو آپ ہمارے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائیں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے، اور یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا

اے اللہ! ہمیں پانی عطا فرمایئے، اے اللہ! ہمیں پانی عطا فرمایئے، اے اللہ! ہمیں پانی عطا فرمایئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اس وقت آسمان پر نہ تو کوئی بادل تھا اور نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی چیز نظر آتی تھی، اور نہ ہمارے اور سلع (مقام) کے درمیان کوئی گھر یا مکان تھا، سلع (مقام) کے پیچھے سے ڈھال کے برابر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا، جب وہ آسمان کے بیچ میں آیا تو بادل پھیل گئے، پھر بارش ہونے لگی، اللہ کی قسم پھر ہم لوگوں نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا۔ پھر ایک شخص اسی دروازے سے دوسرے جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، وہ شخص آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوا، اور کہا کہ اے اللہ کے رسول لوگوں کا مال تباہ ہوگیا، اور راستے بند ہوگئے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش بند کر دے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے، اور یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اِللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْجِبَالِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ .

اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا، ہم پر نہ برسا، اے میرے اللہ! پہاڑوں، ٹیلوں اور وادیوں اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر برسا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش تھم گئی، اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے باہر نکلے (ترجمہ ختم)

اس تفصیلی حدیث سے حضور ﷺ کا بارش کے لئے دعا کرنا ثابت ہوا۔

(۵)......حضرت ابو مروان اسلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

خَرَجُنَا مَعَ عُمَرَ بُنِ الُخَطَّابِ نَسُتَسُقِي فَمَا زَادَ عَلَى الاِسُتِغُفار (مصنف ابنِ ابی شیبة،حدیث نمبر ۸۴۲۸،کتاب الصلاة، باب مَنُ قَالَ لا يُصَلّی فِی الاِسُتِسُقَاء)

ترجمہ: ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استغفار کے علاوہ کوئی اور عمل نہیں کیا (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر بارش کے لئے صرف استغفار فرمایا تھا، اور نماز نہیں پڑھی تھی،اوراستغفار دعا میں داخل ہے،جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(۶)......اور حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بُنَ الُخَطَّابِ خَرَجَ يَسُتَسُقِي فَصَعِدَ الُمِنبَرَ فَقَالَ :(اسُتَغُفِرُوا رَبَّكُمُ أَنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرُسِلَ السَّمَاء عَلَيُكُمُ مِدُرَارًا وَيُمُدِدُكُمُ بِأَمُوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجُعَلُ لَكُمُ جَنَّاتٍ وَيَجُعَلُ لَكُمُ أَنُهَارًا) ، (اسُتَغُفِرُوا رَبَّكُمُ أَنَّهُ كَانَ غَفَّارًا) ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا :يَا أَمِيرَ الُمُؤُمِنِينَ لَوِ اسُتَسُقَيُتَ ، فَقَالَ :لَقَدُ طَلَبُتُهُ بِمَجَادِيحِ السَّمَاءِ الَّتِي يُسُتَنُزَلُ بِهَا الُقَطُرُ (مصنف ابنِ ابی شیبة،،حدیث نمبر ۸۴۲۹،کتاب الصلاة، باب مَنُ قَالَ لا يُصَلّی فِی الاِسُتِسُقَاء)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، پھر منبر پر جا کر فرمایا کہ اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے، وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغات بنادے گا، اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا، اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے، تو لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کاش کہ آپ استسقاء کا عمل کرتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بارش کو آسمان کے پچھتروں سے طلب کیا ہے، جہاں سے بارش اتاری جاتی ہے (ترجمہ ختم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھے بغیر بھی دعا واستغفار کے ذریعہ سے بارش طلب کی جاسکتی ہے،اوراستغفار بھی درحقیقت دعا کی ایک قسم ہے کہ جس میں اپنی مغفرت کی دعا کی جاتی ہے۔

بہرحال بارش طلب کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اجتماعی وانفرادی طریقہ پر اللہ تعالیٰ سے بارش کی اور اپنے گناہوں کی معافی کی دعا کی جائے۔

استسقاء کے دوسرے طریقے یعنی نماز کا بیان

استسقاء کی نماز کے طریقہ میں بنیادی طور پر تین چیزیں ہیں:

(۱)......ایک خود نمازِ استسقاء **(۲)**......دوسرے خطبہ **(۳)**......تیسرے خطبہ کے بعد دعا۔

آگے احادیث کی روشنی میں ان تینوں چیزوں کے متعلق بالترتیب تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)......نمازِ استسقاء کا طریقہ اور اس کا ثبوت

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللهَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَأُسْقُوا (بخاری، حديث نمبر ۹۶۷، باب الدعاء فی الاستسقاء قائما)

ترجمہ: نبی ﷺ لوگوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے، اور لوگوں کے لئے بارش طلب فرمائی، پھر کھڑے ہوئے، اور کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے لوگوں کے لئے دعا فرمائی، پھر قبلہ کی طرف رخ کیا، اور اپنی چادر کو پلٹا، جس کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش نازل کی گئی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نمازِ استسقاء کے لئے لوگوں کو آبادی سے باہر یا پھر کسی بڑے میدان میں نکلنا چاہئے اور حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ فرماتے ہیں کہ مجھے ولید بن عقبہ نے جو کہ مدینہ کے امیر تھے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، تاکہ میں رسول اللہ ﷺ کی نمازِ استسقاء کا طریقہ معلوم کروں، تو میں ان کے پاس حاضر ہوا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ترمذی حديث نمبر ۵۵۸، باب ما جاء فی صلاة الاستسقاء، واللفظ لهٗ، ابو داوٗد، حديث نمبر ۱۱۶۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مسکنت، تواضع اور عاجزی کے ساتھ تشریف لے گئے تھے، یہاں تک کہ نماز گاہ تک پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا تھا، اور رسول اللہ

ﷺ برابر دعا میں اور تضرع میں اور تکبیر میں مشغول رہے تھے، اور دو رکعتیں پڑھائی تھیں، جس طرح سے کہ عید میں پڑھاتے تھے، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کے لئے زیب وزینت اور فخر وتفاخر کے انداز سے بچنا چاہئے، لباس بھی سادہ پہن کر نکلنا چاہئے، اور انداز میں بھی عاجزی اور انکساری ہونی چاہئے (کذافی مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء)

اور استسقاء کی نماز کو عید کی نماز کے مشابہ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ رکعتوں کی تعداد، میدان میں نکلنا، جہری قرأت کا ہونا، بغیر اذان واقامت کے اس نماز کا ہونا، اجتماع کا ہونا اور بعد میں خطبہ کا پڑھنا ان چیزوں کے اعتبار سے عید کی نماز کی طرح ہے، جیسا کہ اگلی روایت کے ذیل میں بھی آتا ہے۔

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُبْتَذِلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتَّی أَتَی الْمُصَلَّی فَلَمْ یَخْطُبْ خُطْبَتَکُمْ هَذِهِ ، وَلَکِنْ لَمْ یَزَلْ فِی الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّکْبِیرِ ، فَصَلَّی رَکْعَتَیْنِ وَنَحْنُ خَلْفَهُ ، یَجْهَرُ فِیهِمَا بِالْقِرَاءَةِ ، وَلَمْ یُؤَذِّنْ ، وَلَمْ یُقِمْ

(شرح معانی الآثار، باب الاستسقاء)

ترجمہ: نبی ﷺ مسکنت، تواضع اور عاجزی کے ساتھ تشریف لے گئے تھے، یہاں تک کہ نماز گاہ تک پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا تھا، اور رسول اللہ ﷺ برابر دعا میں اور تضرع میں اور تکبیر میں مشغول رہے تھے، اور دو رکعتیں پڑھائی تھیں، اور ہم ان کے پیچھے تھے، جس میں جہری قرأت فرمائی تھی، اور اذان واقامت نہیں کہی تھیں (ترجمہ ختم)

اس روایت سے واضح ہوگیا کہ استسقاء کی نماز کے عید کی نماز کے مشابہ ہونے کا مطلب وہی ہے، جو پہلے بیان کیا گیا، اور صحیح ابنِ خزیمہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

خرج رسول الله ﷺ متخشعا متبذلا، فصنع فيه كما يصنع فى الفطر والأضحى

(صحيح ابن خزيمة، حديث نمبر ۱۳۴۰، جماع أبواب صلاة الاستسقاء وما فيها من السنن)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ استسقاء کے لئے خشوع اور مسکنت کی حالت میں تشریف لے گئے، اور اس طریقہ سے کیا، جس طریقہ سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں کیا جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

خَرَجَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَضَرِّعًا مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا فَلَمْ یَخْطُبْ نَحْوَ خُطْبَتِکُمْ ھٰذِہٖ فَصَلَّی رَکْعَتَیْنِ (سنن النسائی ،حدیث نمبر ۱۵۰۵ ،بَاب الْحَالِ الَّتِی یُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ یَکُونَ عَلَیْھَا إِذَا خَرَجَ)

ترجمہ: رسول اللہ علیہ السلام عاجزی اور تواضع اور مسکنت کے ساتھ استسقاء کی نماز کے لئے تشریف لے گئے تھے، اورتمہارے اس (جمعہ کے) خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا تھا، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھائی تھیں (ترجمہ ختم)

اس سے اور باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کے لئے جاتے ہوئے ظاہری اور باطنی اعتبار سے عاجزی اور تواضع کو اختیار کرنا چاہئے۔

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَی فَصَلَّی رَکْعَتَیْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَہٗ

(بخاری،حدیث نمبر ۹۷۰ کتاب الاستسقاء، باب الجھر بالقراء ۃ فی الاستسقاء)

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے بارش طلب کی ،اور دو رکعتیں پڑھیں ،اور اپنی چادر کو پلٹا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کی دو رکعتیں ہیں ،اور چادر پلٹنے کا بیان آگے آتا ہے۔

اور امام ترمذی رحمہ اللہ اس طرح روایت فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ یَسْتَسْقِی فَصَلَّی بِھِمْ رَکْعَتَیْنِ جَھَرَ بِالْقِرَاءَۃِ فِیھَا وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاسْتَسْقَی وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ (ترمذی، حدیث نمبر ۵۵۶،بَاب مَا جَاءَ فِی صَلَاۃِ الِاسْتِسْقَاءِ)

ترجمہ: رسول اللہ علیہ السلام لوگوں کے ساتھ استسقاء کے لئے تشریف لئے گئے، پھر ان کو دو رکعتیں پڑھائیں ،اور ان میں جہری قرأت کی ،اور اپنی چادر کو پلٹا، اور اپنے ہاتھ اٹھائے، اور بارش کے لئے دعا کی ،اور قبلہ کی طرف رخ کیا (ترجمہ ختم)

اور ابنِ عساکر نے حضرت عکرمہ کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ ایک تفصیلی حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ مضمون ہے۔

قحط کل الناس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فخرج من المدینۃ إلی بقیع الغرقد معتماً بعمامۃ سوداء قد أرخی طرفھا بین یدیہ،

والاخرى بين منكبيه متكئاقوساً عربية، فاستقبل القبلة فكبر؛ وصلى بأصحابه ركعتين، جهر بالقراء ة فيهما، قرأ في الأولى " :إذا الشمس كورت "والثانية "والضحى "ثم قلب رداء ه لتنقلب السنة، ثم حمد الله عز وجل، وأثنى عليه، ثم رفع يديه ....(وذكر دعاء طويلا، وقال بعدهٗ)
فما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جاء ت السماء حتى أهمّ كلّ رجل منهم كيف ينصرف إلى منزله، فعاشت البهائم وأخصبت الأرض، وعاش الناس، كل ذلک ببركة سيدنا رسول الله ﷺ(مختصر تاریخِ دمشق لابن المنظور، تحت ترجمة سلام بن سلمة ويقال ابن سليم، وكنزالعمال ج۸ص، ۴۳۶، حديث نمبر ۲۳۵۴۶، بحواله ابن عساكر وقال رجالهٗ ثقات)

ترجمہ: رسول اللہ کے زمانے میں سب لوگ قحط (وخشک سالی) کا شکار ہوگئے، تو رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بقیع غرقد (قبرستان) کی طرف تشریف لے گئے، آپ نے اس وقت کالے رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا، جس کا ایک شملہ آپ کے سامنے اور دوسرا دونوں مونڈھوں کے درمیان تھا، اور عربی کمان کا سہارا لئے ہوئے تھے، پھر آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا، اور تکبیر کہی، اور اپنے صحابہ کو درکعت نماز پڑھائی، جن میں جہری قرأت فرمائی، پہلی رکعت میں ''اذاالشمس کورت''اوردوسری رکعت میں''سورة الضحیٰ''پڑھائی، پھر اپنی چادر کو پلٹا، تاکہ خشک سالی تبدیل ہوجائے، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمدوثناء بیان کی (جو ممکن ہے کہ دعا کے لئے ہو، یا پھر اس سے مراد خطبہ ہو) پھر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے (اس کے بعد لمبی دعا فرمائی) اور جونہی رسول اللہ ﷺ دعا سے فارغ ہوئے، تو بارش شروع ہوگئی، یہاں تک ہر شخص کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ وہ کس طریقہ سے اپنے گھر کی طرف لوٹے، اور جانور خوش ہوگئے، اور زمین سرسبز ہوگئی، اور لوگ بھی خوش ہوگئے، یہ سب ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہوا (ترجمہ ختم)

اور مستخرج ابوعوانہ میں حضرت حریث مخزومی سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

خرجنا مع رسول الله ﷺ يستسقى فصلى بنا ركعتين ثم قلب رداء ه ، ورفع يديه (مستخرج أبى عوانة حديث نمبر ۲۰۳۷)

﴿بقیہ صفحہ ۷ پرملاحظہ فرمائیں﴾

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

این آر او کا قانون قومی وشرعی تناظر میں

گذشتہ دورِ حکومت میں جناب پرویز مشرف صاحب نے اپنے دورِ صدارت واقتدار کے اواخر میں اپنے اقتدار کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے اور اپنے اقتدار کو طول وتحفظ دینے کی خاطر این آر او (قومی مصالحتی آرڈیننس) نامی قانون کے تحت جناب صدر زرداری صاحب اور دیگر کئی سابق حکمرانوں اور وزراء کے خلاف عدالت میں دائر (قومی خزانہ لوٹنے اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے سنگین نوعیت کے) مقدمات ختم کر دیئے تھے (جبکہ بعض ذرائع کے مطابق اس کے جواب میں پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت نے پرویز مشرف کو ہی صدر برقرار رکھنے کی یقین دہانی کرا کر ان کے اقتدار کو دوام دینے کا وعدہ کیا تھا)، جن پر آجکل مختلف تبصرے وتجزیے جاری ہیں، اوراس قانون کے ختم یا موثر ہونے پر مختلف حلقے میدان میں سرگرم ہیں این آر او کے تحت ان مقدمات کے ختم ہونے کے نتیجہ میں صدر زرداری صاحب سمیت متعدد حکمران اقتدار سنبھالنے اور حکمرانی کرنے کے اہل قرار پا گئے۔

اس بات میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ این آر او کے تحت ختم کردہ اکثر مقدمات کا تعلق عوام اور پبلک کے حقوق سے ہے۔ کیونکہ سرکاری املاک واشیاء پر حکمرانوں کی ملکیت قائم نہیں ہوتی، بلکہ حکمران صرف نگران وذمہ دار ہوتے ہیں، اور اگر وہ ان اشیاء کا ناجائز اور بے جا استعمال کریں گے تو وہ پوری قوم کے مجرم اور خائن شمار ہوں گے اور قیامت کے دن وہ پوری قوم کے سامنے جواب دہ ہوں گے، اور ظاہر ہے کہ ملک کے بسنے والے عوام کوئی دو چار افراد نہیں ہوتے، بلکہ کروڑوں افراد ہوتے ہیں، اور ان سب کا سرکاری املاک میں حق وابستہ ہوتا ہے۔

اس لئے جب تک ملک کے وہ کروڑوں افراد سچے دل کے ساتھ معاف نہ کر دیں، اس وقت تک ان حقوق کی معافی شرعاً ممکن نہیں، اور اسی وجہ سے شرعاً کسی فرد یا مخصوص افراد کو ان حقوق کے معاف کرنے کا بھی استحقاق حاصل نہیں، اور اگر معافی سے پہلے کچھ افراد فوت ہو جائیں تو ان کی معافی کی بھی کوئی صورت نہیں اس سے معلوم ہوا کہ این آر او کے تحت عوامی حقوق تلف کرنے اور سرکاری املاک کا ناجائز استعمال کرنے والوں کو کسی درجہ میں قانونی تحفظ تو حاصل ہوسکتا ہے، لیکن شرعاً واخلاقاً اس سے وہ بری الذمہ قرار نہیں پا

سکتے ،اور قیامت کے دن عوام کے ہاتھوں سے اپنے گریبانوں کو محفوظ نہیں کر سکتے۔

اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کسی صدر یا وزیر اعظم یا عدالت کو عوامی حقوق کو معاف کرنے کا شرعاً حق حاصل نہیں۔ بلکہ ہر صاحب اثر کے ذمہ ضروری ہے کہ ایسی قومی خیانت کے مرتکب لوگوں سے عوام کے حقوق واپس دلانے میں اپنا کردار ادا کرے خصوصاً جبکہ ان خائن اور مجرم لوگوں کی ملکیت میں اتنا مال بھی موجود ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے عوامی حقوق کی ادائیگی کر سکتے ہیں، ان حالات میں ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے قانون کی حمایت کرنا اور اس کو تحفظ فراہم کرنا، کہ جس سے عوامی حقوق تلف وضائع ہوتے ہوں، بہت بڑا ملی وقومی جرم ہے، جس سے ملک وملت کے وفادار کو اپنا دامن داغدار ہونے سے بچا کر رکھنا ضروری ہے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۴۷ ''سرگذشت عہدِ گل''﴾

اہلِ علم جانتے ہیں تصنیف وتالیف کا عمل اور تحقیقی موضوعات خصوصاً فقہی میدان میں کسی موضوع پر تحقیقی کام کس قدر یکسوئی، جگر کاوی اور دماغ سوزی بلکہ جانسوزی کا کام ہے جس کے ساتھ کوئی اور ذمہ داری نبھانا مشکل ترین امر ہے، اور خود کسی ادارہ کا نظام چلانا جو متنوع ومتعدد شعبوں پر مشتمل ہو یہ بھی کچھ کم سر دردی کا عمل نہیں خصوصاً جبکہ یہ سارا نظام رسمی بنیادوں پر نہ چل رہا ہو لیکن بحمد اللہ دونوں سلسلے بخوبی بھرپور انداز میں چل رہے ہیں...... اس عرصہ میں (ادارہ کے قیام سے اب تک) حضرت جی دامت برکاتہم کی ۵۰/تصنیفات وتالیفات تصنیف وتالیف ہو کر اشاعت پذیر ہو چکی ہیں، تقریباً ہر کتاب کے ایک سے زیادہ ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور بعض کتابوں کے تو پانچ پانچ سات سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ضخیم، متوسط اور چھوٹے کتابچے ورسائل سب طرح کی کتب ہیں، بعض کتابوں کی ضخامت چار سو سے چھ سو صفحات کے لگ بھگ ہے، اور کسی کتاب میں بھرتی کا مواد نہیں بلکہ عملی زندگی کے متعلق مفید وبامقصد مواد اور تحقیق وتنقیح کی چھلنیوں میں چھان پھٹک سے گزرے ہوئے مسائل اور مضامین ومقالات ہیں۔

ان تصنیفات کے علاوہ مختلف اہم حل طلب فقہی مسائل وموضوعات پر فقہی مجلسوں کی شکل میں سترہ فقہی مقالات شائع ہو کر اساطین علم سے سند قبولیت یا دادِ تحقیق پا چکے ہیں۔ اس وسعت کے ساتھ یہ علمی ودینی خدمات اور عملی وانتظامی ذمہ داریوں کی بجا آوری آپ کے موفق بالخیر ہونے اور حیات مستعار کے ایک ایک لمحے سے امت کی رشد وصلاح اور اپنی دنیوی واخروی سعادت کے لئے باج وخراج وصول کرنے کی بڑی واضح علامت ہے۔

بالائے سرش زھوشمندی ے می تافت ستارہ بلندی

(جاری ہے............)

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

سرکاری یوٹیلٹی سٹورز کی ناکامی کی وجوہات

ہمارے ملک میں حکومت کی طرف سے مختلف مقامات پر یوٹیلٹی سٹورز قائم ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو خورد ونوش اور دیگر ضرورت کی معیاری اشیاء مناسب اور کنٹرولی نرخوں اور قیمتوں پر فراہم کی جائیں، اور ملک میں جاری جاگیردارانہ نظام اور ذخیرہ اندوزوں کے نقصان سے عوام کی حفاظت کی جائے۔

اور ظاہر ہے کہ اس مقصد کے اچھا اور مفید ہونے پر کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اور واقعتاً اس مقصد کے لئے یوٹیلٹی سٹورز کا قیام ایک مفید اور باعثِ خیر اقدام ہے، بشرطیکہ اس مقصد کو بروئے کار لانے میں اخلاص و نیک نیتی شامل ہو اور اس مقصد کے حصول کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔

مگر بدقسمتی سے ہمارے یہاں یوٹیلٹی سٹورز کے قیام کے باوجود عام طور پر عوام پوری طرح فائدہ اٹھانے سے محروم رہتے ہیں۔

اولاً تو ان اسٹوروں پر معیاری اشیاء کی دستیابی نایاب ہوتی ہے۔

دوسرے جن اشیاء کے عوام زیادہ ضرورت مند ہوتے ہیں، وہ اشیاء عام طور پر ان اسٹوروں پر موجود نہیں ہوتیں، یا بہت کم مقدار میں دستیاب ہوتی ہیں۔

تیسرے بوقتِ ضرورت اشیاء کے حصول میں اس قدر مشکلات اور بدنظمی کا سامنا ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے شرفاء اور ضعفاء کے لئے ان اشیاء کا حصول ایک کٹھن مرحلہ بن جاتا ہے۔

چوتھے بعض ضروری اشیاء کے حصول میں سخت قوانین اور پابندیوں کی وجہ سے غرباء کے بجائے عموماً امراء ہی فائدہ اُٹھاتے ہیں اور غرباء عام طور پر محروم رہتے ہیں۔

اس قسم کی خرابیوں کے اسباب وعوامل اور وجوہات کیا ہیں؟ اور کیا نہیں؟

ان پر غور وفکر کرنا اور ان کا سدباب کرنا حکومت اور اہلِ اثر واہلِ دخل عوام کا فریضہ ہے۔

ہم غور وفکر کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے اس خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)......سب سے بڑی اور اہم وجہ تو یہ ہے کہ ہمارے یہاں دیانت داری اور ذمہ داری کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے حرام خوری کا سلسلہ ہر شعبۂ زندگی پر مسلط ہے اور اس سے یوٹیلٹی سٹورز کا شعبہ بھی محفوظ

نہیں۔

اس خرابی سے ہمارے تمام شعبے بُری طرح دوچار ہورہے ہیں، خاص طور پر سرکاری شعبوں کا اس خرابی نے تقریباً ستیاناس کر کے رکھ دیا ہے۔

چنانچہ جب یوٹیلیٹی سٹورز کے لئے اشیاء خریدی جاتی ہیں تو ان اشیاء کی خریداری میں کمیشن کے نام سے ذمہ دار لوگ اتنا زیادہ بھتہ وصول کر لیتے ہیں کہ اس بھتہ کو نکالنے کے بعد ایک نمبر مال کی فراہمی اور پوری پوری مقدار میں مال کا حصول بے حد دشوار ہو جاتا ہے۔

ایسی صورت میں یا تو عوام کے لئے خراب اور گھٹیا مال ان اسٹوروں پر فراہم کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے معیاری اشیاء ان اسٹوروں تک نہیں پہنچتیں، یا ناپ وتول کے اعتبار سے اتنی کم مقدار میں ہوتی ہیں کہ وہ عوام کو کنٹرولی قیمت پر پوری مقدار حاصل نہیں ہوتی۔

اور ظاہر ہے کہ جب عوام کو معیاری اور بازاری قیمت سے کم پر اشیاء کا حصول نہیں ہوتا تو ان کا رجحان و میلان یوٹیلیٹی سٹورز کی طرف نہیں رہتا۔

اور اس طرح یوٹیلیٹی سٹورز ایک طرف تو عوام کی ضرورت پوری کرنے سے قاصر رہتے ہیں، اسی کے ساتھ دوسری طرف حکومت کے لئے خسارے کا باعث بنتے ہیں۔

افسوس کہ اس شعبہ کے ذریعہ سے جہاں حکمرانوں کو عوام کی خدمت کا موقع حاصل ہوسکتا تھا وہاں حکومت کو بھی خاطر خواہ فوائد ومنافع حاصل ہو سکتے تھے، مگر دیانت داری کے فقدان کی وجہ سے نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم، نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے کی مثال سامنے آتی ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اس قسم کی خیانت کا ارتکاب کرنے والے ذمہ داروں کو فوری معطل کیا جائے اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

اور ایسی خیانت کا ارتکاب کرنے والوں کو خود بھی چاہئے کہ اللہ کا خوف کھائیں اور کمیشن کے نام پر ناجائز اور حرام مال سے اپنی جیبیں گرم کر کے قبر وآخرت کا ایندھن اکٹھا نہ کریں۔

(۲)......سرکاری یوٹیلیٹی سٹوروں کو فعال اور کارآمد بنانے کے لئے دوسرا کام یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ان سٹوروں سے بے جا فائدہ اٹھانے والے لوگوں کا سد باب کیا جائے۔

کیونکہ عام طور پر بہت سے اسٹوروں کے ذمہ داروں سے مختلف ذخیرہ اندوز اور تاجر لوگ روابط قائم

کر کے کنٹرولی قیمتوں پر بھاری مقدار میں اشیاء حاصل کر کے ذخیرہ کر لیتے ہیں یا پھر آگے مہنگے داموں پر عوام کو فروخت کرتے ہیں، اور دوسری طرف ان اسٹوروں پر عوام کو ضروری اشیاء دستیاب نہیں ہوتیں، اور کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں اشیاء ختم ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب ذخیرہ اندوز اور تاجر لوگ بھاری مقدار میں اشیاء حاصل کریں گے تو پھر پیچھے عوام کے لئے کیا کچھ باقی رہ جائے گا۔

اس لئے ضرورت ہے کہ یوٹیلٹی سٹوروں پر مقررہ حضرات کو اس عوامی اور قومی جرم سے باز رکھا جائے۔

(۳)......سرکاری یوٹیلٹی سٹوروں کو فعال اور کارآمد بنانے کے لئے تیسرا کام یہ ضروری ہے کہ ان اسٹوروں پر جائے وقوعہ کے اعتبار سے اشیاء رکھی جائیں۔

کیونکہ ہر علاقہ کے لوگوں کی ضروریات کا معیار مختلف ہوا کرتا ہے، ممکن ہے کہ ایک علاقہ کے لوگ اپنے مخصوص حال ومزاج کی وجہ سے ایک چیز کا زیادہ استعمال کرتے ہوں تو دوسرے علاقے کے لوگ اس کے بجائے کسی دوسری چیز کا استعمال کرتے ہوں۔

(۴)......سرکاری یوٹیلٹی سٹوروں کو فعال اور کارآمد بنانے کے لئے چوتھا کام یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ان یوٹیلٹی سٹوروں کا قیام مناسب مواقع پر کیا جائے، جہاں عوام کی رسائی میں آسانی ہو۔

ورنہ اگر ایسے مواقع پر قیام کیا جائے جہاں تک عوام اور بالخصوص غریب عوام کی رسائی مشکل ہو تو بھی عوام کے لئے ان اسٹوروں سے مستفید ہونا مشکل ہوگا۔

(۵)......سرکاری یوٹیلٹی سٹوروں کو فعال اور کارآمد بنانے کے لئے پانچواں کام یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ جہاں جہاں سرکاری یوٹیلٹی سٹورز قائم ہیں، عوام کے سامنے ان کی نشاندہی کی جائے اور مختلف ذرائع ابلاغ سے ان کی پبلسٹی کی جائے۔

(۶)......سرکاری یوٹیلٹی سٹوروں کو فعال اور کارآمد بنانے کے لئے چھٹا کام یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ بہت سی ضروری اشیاء کے حصول کے لئے جو ساتھ میں دوسری اشیاء یا مخصوص مقدار کی خریداری کرنے جیسے قوانین بنائے جاتے ہیں۔ان کا خاتمہ کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے غریب عوام جو دوسری اشیاء کے ضرورت مند نہیں، یا مخصوص مقدار کی خریداری کی استطاعت نہیں رکھتے۔ان کا مسئلہ بھی حل ہو سکے۔

(۷)......سرکاری یوٹیلٹی سٹوروں کو فعال اور کامیاب بنانے کے لئے ساتواں کام یہ کرنے کی ضرورت

ہے کہ ضرورت کی اشیاءعوام کو فراہم کرنے کے لئے آسان صورتیں اختیار کی جائیں کیونکہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ عوام کو جن اشیاء کی غیر معمولی ضرورت ہوتی ہے، ان کے لئے لمبی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں، جس میں شرفاء کو دیر تک کھڑے ہونا زیب نہیں دیتا، اور اسی کے ساتھ ان قطاروں سے گزر کر مقصود حاصل ہونے میں اتنا وقت درکار ہوتا ہے کہ مصروف لوگوں کو اتنا وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے اور غریبوں کی محنت ومزدوری کا وقت اس میں گزر جانے سے ان کو دوسری طرف سے اتنا نقصان ہوجاتا ہے کہ **اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا** کا مصداق بن جاتا ہے۔

(۸)......سرکاری یوٹیلٹی سٹوروں کو فعال اور کارآمد بنانے کے لئے آٹھواں کام یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ان اسٹوروں پر ضروری اشیاء کے ختم ہونے سے پہلے دوبارہ اشیاء کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ دور دراز سے آنے والوں کو خالی ہاتھ واپس نہ جانا پڑے۔

(۹)......سرکاری یوٹیلٹی سٹوروں کو فعال اور کارآمد بنانے کے لئے نواں کام یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ عوام کے لئے سٹوروں کے متعلق پائی جانے والی شکایات کا سیل قائم کیا جائے۔

(۱۰)......اور ان سب باتوں کے باوجود عوام کا فریضہ یہ ہے کہ وہ ان سٹوروں سے بقدرِ ضرورت اشیاء کی خریداری پر اکتفا کریں اور ضرورت سے زائد اشیاء خرید کر سٹاک نہ کریں، جس کے نتیجہ میں دوسرے مستحقین کی حق تلفی لازم آتی ہے۔ **تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ**

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۷ ''درود شریف کے فضائل وآداب''﴾

اور اپنی ذات کے لئے دعا چھوڑ کر درود شریف پڑھنے میں رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات پر ترجیح وایثار دینے کی شان پائی جاتی ہے، اس جیسی وجوہات کی بنا پر اپنی ذات کے لئے دعا کے بجائے آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا گناہوں کی مغفرت اور دنیا وآخرت کے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی وفضلہا)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ درود شریف کا وِرد دنیا وآخرت کے مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔

اور اکابر واسلاف نے درود شریف ومصائب ومسائل سے چھٹکارے اور مقاصد کے حصول کے لئے بہت مجرب اور مؤثر پایا ہے۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

درود شریف کے فضائل وآداب (قسط نمبر۲)

کثرتِ درود مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ :یَا رَسُوْلَ اللہِ، أَرَأَیْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِی کُلَّهَا عَلَیْکَ؟ قَالَ" :إِذَنْ یَکْفِیکَ اللہُ مَا أَهَمَّکَ مِنْ دُنْیَاکَ(مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۲۴۲) [۱]

ترجمہ: ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں (اپنے لئے دعا کرنے کے بجائے) آپ پر سارا درود پڑھا کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کے دنیا کے مقاصد کی کفایت فرما دیں گے (ترجمہ ختم)

اس روایت میں تو دنیا کے مقاصد کی کفایت کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں دنیا کے ساتھ آخرت کے مقاصد کی کفایت کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :أَرَأَیْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِی کُلَّهَا صَلَاةً عَلَیْکَ ؟ قَالَ :إِذًا یَکْفِیکَ اللہُ مَا أَهَمَّکَ مِنْ أَمْرِ دُنْیَاکَ وَآخِرَتِکَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الصلاة، باب فی ثواب الصلاة علی النبی ﷺ، واللفظ لہٗ،المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۳۴۹۳،معرفة الصحابة لابن

---

[۱] قال الهیثمی:

رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَإِسْنَادُهُ جَیِّدٌ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲ ،باب الصلاة علی النبی ﷺ فی الدعاء وغیره)

وقال المنذری:

وإسناد هذه جید (الترغیب والترهیب تحت حدیث رقم ۲۵۷۷)

Idara Ghufran

نعیم حدیث نمبر ۲۲۹۲) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنی دعا کا سارا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کے دنیا اور آخرت کے معاملہ کے مقاصد کی کفایت فرمادیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی سے صحیح سند کے ساتھ مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : أَتَانِی؟ آتٍ مِّنْ رَّبِّیْ فَقَالَ :مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ صَلاۃً إِلَّا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا فَقَامَ إِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللہ أَجْعَلُ نِصْفَ دُعَائِیْ لَکَ ؟ قَالَ : إِنْ شِئْتَ قَالَ :أَلَّا أَجْعَلُ ثُلُثِیْ دُعَائِیْ لَکَ ؟ قَالَ : إِنْ شِئْتَ قَالَ :أَلَّا أَجْعَلُ دُعَائِیْ لَکَ کُلَّہٗ ؟ قَالَ :إِذَنْ یَکْفِیْکَ اللہُ ھَمَّ الدُّنْیَا ، وَھَمَّ الْآخِرَۃِ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والے فرشتہ نے کہا کہ جو بندہ بھی آپ پر درود بھیجے گا، تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیں گے، تو یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی دعا کا آدھا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ چاہیں تو کرلیں، پھر اس نے کہا کہ کیا میں اپنی دعا کا دوتہائی حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر نہ کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو کرلیں، پھر اس آدمیں نے عرض کیا کہ کیا میں دعا کے بجائے آپ کے لئے سارا درود ہی نہ مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ

---

۱ قال الھیثمی:

رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ ، وَإِسْنَادُہُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲ ،باب الصلاۃ علی النبی ﷺ فی الدعاء وغیرہ)

وقال المنذری:

رواہ الطبرانی بإسناد حسن (الترغیب والترھیب ،تحت حدیث رقم ۲۵۷۸)

تعالیٰ آپ کی دنیا وآخرت کے مقاصد کی کفایت فرما دیں گے (ترجمہ ختم) [1]

اس قسم کا واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے، چنانچہ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أُبَیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّیْ أُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ أَفَأَجْعَلُ لَکَ ثُلُثَ صَلَاتِیْ ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : (اَلشَّطْرُ) قَالَ أَفَأَجْعَلُ لَکَ شَطْرَ صَلَاتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :(اَلثُّلُثَانِ أَکْثَرُ) قَالَ أَفَأَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا قَالَ : (إِذَنْ یُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ کُلُّہٗ) (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۱۴)

ترجمہ: میرے والد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں رات کے وقت دعا کرتا ہوں، کیا میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ کے درود کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدھا مقرر کرلو، تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ کیا واقعتاً میں آپ کے لئے آدھا حصہ درود کے لئے مقرر کرلوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو تہائی یا اس سے زیادہ بھی مقرر کرسکتے ہیں، تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ اگر میں سارا درود ہی آپ کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ تعالیٰ آپ کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیں گے (ترجمہ ختم)

اس روایت سے درود شریف کی کثرت سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہونا معلوم ہوا، اور اس سے پہلی روایات سے دنیا وآخرت کے فکروں سے نجات کا ہونا معلوم ہوچکا ہے۔

---

[1] اور امالی ابنِ بشران میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ''تنال خیر الدنیا والآخرۃ '' کے الفاظ ہیں، اور بظاہر خیر سے مراد یہی فکروں سے نجات ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أخبرنا أبو عبد اللہ محمد بن زید بن علی بن مروان الأنصاری الأبزاری بالکوفۃ ، ثنا محمد بن عبد اللہ الأنصاری ، ثنا أحمد بن محمد الأنصاری ، ثنا محمد بن یحیی ، ثنا عصمۃ بن محمد ، عن یحیی بن سعید ، عن سعید بن المسیب ، عن أبی ہریرۃ ، أن رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : أجعل ثلث صلاتی علیک ؟ قال : نعم قال :أجعل نصفہا علیک ؟ قال : نعم قال :أجعل کلہا علیک ؟ قال : إذا تنال خیر الدنیا والآخرۃ (امالی ابنِ بشران حدیث نمبر ۱۴۹)

اور بعض روایات میں ان دونوں فضائل وفوائد کا ایک ساتھ ذکر موجود ہے۔

چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أُبَيٌّ قُلتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّيُ أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيكَ فَكَمُ أَجعَلُ لَكَ مِنُ صَلَاتِيُ فَقَالَ مَا شِئتَ قَالَ قُلتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئتَ فَإِنُ زِدُتَ فَهُوَ خَيرٌ لَكَ قُلتُ النِّصفَ قَالَ مَا شِئتَ فَإِنُ زِدُتَ فَهُوَ خَيرٌ لَّكَ قَالَ قُلتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئتَ فَإِنُ زِدُتَ فَهُوَ خَيرٌ لَّكَ قُلتُ أَجعَلُ لَكَ صَلَاتِيُ كُلَّهَا قَالَ إِذًا تُكْفَى هَمُّكَ وَيُغفَرُ لَكَ ذَنبُكَ (ترمذی حدیث نمبر ۲۴۵۷،باب ما جاء فی صفة أوانی الحوض،واللفظ لہ،وقال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، مسند عبد بن حمید حدیث نمبر ۱۷۲ ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۵۷۸، وقال الحاکم :هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ وَلَمْ يُخرِجَاهُ، تعلیق الذهبی فی التلخیص: صحیح، شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر۱۴۷۷)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں، تو میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ چوتھائی حصہ مقرر کرلوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نصف حصہ مقرر کرلوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ دوتہائی مقرر کرلوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اور اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے، تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے اپنی تمام دعا کا حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر کردیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں یہ آپ کے مقاصد کی کفایت اور آپ کے (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگا (ترجمہ ختم)

درود شریف چونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہے، اور اس کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حق کی ادائیگی ہوتی ہے۔

﴿بقیہ صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مقالات و مضامین

مفتی محمد امجد حسین

تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (پانچویں و آخری قسط)

البتہ تحریف معنوی کرنے والے ہر زمانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں اور اب بھی یہ مبطلین و ملحدین پوری توانائیاں اس کوشش میں صرف کر رہے ہیں کہ قرآنی کلمات کے مفاہیم و مرادات کو بدل ڈالیں۔ اس کے مضامین کو بدل ڈالیں۔ قرآنی آیات کو اپنے من مانے مفہوم کا جامہ پہنائیں تا کہ یہ قران جو ہر قسم کے طاغوت کی نفی کرتا ہے خود اس سے طاغوت کی غلامی و تعبد اور نفس پرستی، خواہش پرستی و دنیا پرستی کی ساری شکلوں کو سند جواز ملے، کہ مسلمان کو اسلام سے منحرف کرنا اور قرآن سے لاتعلق کرنا تو ممکن نہیں اس لئے چار و ناچار اسلام کا نام باقی رکھتے ہوئے، قرآن وسنت کا نام باقی رکھتے ہوئے الحاد، تحریف معنوی، تاویل فاسد جیسے یہودیانہ فنکاریوں اور سیہ کاریوں کی آڑ میں ہی طاغوت کے غلام، مسلمانوں کو، امتِ مسلمہ کو شریعت کے چشمہ صافی سے ہٹا کر، طاغوت کی غلامی و عبودیت اور نفس پرستی و خواہش پرستی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ آخرت کو، جزا و سزا کو فراموش کرا کر دنیا کی اس زندگی ہی کو منتہائے مقصود بنانے کی طرف امت کو لے جا رہے ہیں۔ ؎

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب ۔۔۔ کہ سکھاتی نہیں مسلماں کو غلامی کے طریق

حدیث میں تفسیر بالرائے کی ممانعت و مذمت آئی ہے بعض مفسرین نے تفسیر بالرائے کے ضمن میں ہی تحریف معنوی کو بھی ذکر فرمایا ہے اس اعتبار سے تفسیر بالرائے سے سلف کی اصطلاح میں بہت دفع تحریف معنوی بھی مراد ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس تحریف معنوی کو ہی تاویل فاسد کا نام دیا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر بالرائے کے متعلق سلف کے اقوال کا خلاصہ بعض اہل علم کے حوالے سے یوں نقل فرمایا ہے:

”حدیث تفسیر بالرائے کی تشریح میں مجموعی طور پر جو اقوال سامنے آتے ہیں ان کا حاصل یہ پانچ صورتیں ہیں ایک یہ کہ بعض کے نزدیک تفسیر بالرائے یہ ہے کہ انسان ان علوم کو حاصل کئے بغیر تفسیر قرآن کرے جن کے حاصل کئے بغیر تفسیر کرنا جائز ہی نہیں (یہ درجن بھر سے زیادہ علوم وفنون ہیں) دوسرا قول یہ کہ تفسیر بالرائے سے مراد ان متشابہات کی تفسیر اور ان میں بحث وتمحیص

کرنا ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تفسیر بالرائے سے مراد یہ کہ کسی غلط مذہب ونظریہ اور باطل کی حمایت وتائید کے لئے کوئی من مانی تفسیر کرے کہ اپنے اس باطل مذہب ونظریہ کو اصل قرار دے کر قرآن مجید کی آیات والفاظ کو کھینچ تان کر اس پر منطبق کرے جہاں تک اس کا بس چلے ضعیف سے ضعیف، دور دراز کی تاویلات اختیار کر کے اس غلط بات کو ثابت کرنے کے درپے ہو۔ چوتھا قول تفسیر بالرائے کے متعلق یہ ہے کہ بغیر کسی دلیل اور سند کے محض اپنی رائے سے یہ دعویٰ کرے کہ فلاں آیت سے اللہ تعالیٰ کی یہ مراد ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ تفسیر بالرائے سے مراد یہ ہے کہ اپنی نفسانی خواہش اور من مانی سوچ وسمجھ کی طرف قرآنی آیات کے مفہوم کو پھیرے اور تاویلات کر کے اپنی خواہش والا مفہوم آیات قرانی کو پہنائے (ملاحظہ ہو تفسیر معارف القرآن ادریسی ج ۷ ص ۴۱)

اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو تفسیر بالرائے میں یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ داخل ہیں اور مذموم وممنوع ہیں، ملحدین، منحرفین ومحرفین عموماً انہی میں سے کوئی نہ کوئی صورت اختیار کر کے شریعت کے احکام کو، قرآن و سنت کے نصوص وتصریحات کو بازیچۂ اطفال بناتے ہیں، اس طرح مذکورہ بالا آیات میں بیان کردہ الحاد فی الاٰیات کے مرتکب ہو کر جہنمی ہونے کی وعید شدید میں داخل وشامل ہوتے ہیں۔

کونسی تحقیق مستحسن ہے؟

تحقیق کس غرض سے اور کن چیزوں میں ہونی چاہئے اور جدت پسندوں کی تحقیق کس قسم کی ہوتی ہے اس کا نمونہ ذیل کے اقباس میں ملاحظہ فرمائیں۔

''اس زمانے میں یورپ سے جو اچھی بُری چیزیں اسلامی ملکوں میں درآمد کر لی گئی ہیں ان میں ہر چیز کی تحقیق (وتنقید ریسرچ) بھی ہے'' تحقیق وتنقید فی نفسہٖ کوئی بُری چیز نہیں خود قران کریم نے اس کی طرف دعوت دی ہے سورہ فرقان میں ''عباد الرحمان'' کے عنوان سے اللہ تعالیٰ کے صالح اور نیک بندوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے'' وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا (سورۃ الفرقان آیت۷۳)'' یعنی اللہ کے یہ صالح اور نیک بندے آیاتِ الٰہیہ پر اندھے بہروں کی طرح نہیں گر پڑتے کہ بے تحقیق جس طرح اور جو چاہیں عمل کرنے لگیں بلکہ خوب سمجھ بوجھ کر بصیرت کے ساتھ عمل کرتے ہیں، لیکن اسلام نے ہر چیز اور ہر کام کی کچھ حدود مقرر کی ہیں ان کے

Idara Ghufran

دائرے میں رہ کر جو کام کیا جائے وہ مقبول و مفید سمجھا جاتا ہے حدود و اصول کو توڑ کر جو کام کیا جائے وہ فساد قرار دیا جاتا ہے۔ تحقیق و تنقید میں سب سے پہلی بات تو اسلامی اصول میں یہ پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپنی توانائی اور وقت اس چیز کی تحقیق پر صرف نہ کی جائے جس کا کوئی نفع دین یا دنیا میں متوقع نہ ہو خالی تحقیق برائے تحقیق اسلام میں ایک عبث اور فضول عمل ہے۔ جس سے پرہیز کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے خصوصاً جبکہ کوئی ایسی تحقیق و تنقید ہو جس سے دنیا میں فتنہ اور جھگڑے پیدا ہوں یہ ایسی ہی تنقید ہوگی جیسے کوئی ''لائق'' بیٹا اس کی تحقیق اور ریسرچ میں لگ جائے کہ جس باپ کا بیٹا کہلاتا ہوں کیا واقعی میں اس کا بیٹا ہوں؟ ۱؎ اور اس کے لئے والدہ محترمہ کی زندگی کے گوشوں پر ریسرچ و تحقیق کا زور خرچ کرے'' (مقام صحابہ ص ۸ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

حدیث شریف میں قیامت (سے پہلے) تک کے لئے اس دین کے متعلق دو چیزوں کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ ایک یہ کہ یہ امت کبھی کسی زمانے میں گمراہی پر جمع نہ ہوگی ۲؎

دوسرے یہ کہ اس امت میں ہمیشہ ہر زمانے میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی۔ ۳؎

۱؎ اوباش صفت روشن خیال جدت پسند زیادہ تر لبرل اور دینی اعتبار سے آزاد روش گھرانوں کے چشم و چراغ ہوتے ہیں جو عموماً اپنے سیرت و کردار اور چال چلن پر احکام اسلامی کی پرچھائیں تک نہیں پڑنے دیتے، صورت وضع قطع، لباس پوشاک، چال ڈھال میں بھی اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز و طریقہ کے بجائے یہود و نصاریٰ کا طرز و طریقہ ان کے لئے آئیڈیل و نمونہ ہوتا ہے۔ یہ اگر اسلام کو جس کے ساتھ ان کو محض برائے نام تعلق ہے تحقیق کے نام پر اپنے عمل جراحی اور اوچھے پن کا نشانہ بنانے کے بجائے اپنے اصل و نسل اور حسب و نسب پر تحقیق و ریسرچ کریں اور قرآن میں صاف صاف الفاظ میں بیان کردہ عفت و عصمت حیا و پاکدامنی کے اصول و احکام، کیرکٹر و کردار کے متعلق اخلاقی ضوابط و تعلیمات کی روشنی میں اوپر سے نیچے تک اپنا جائزہ لیں تو شائد زیادہ مفید معلومات ان کو حاصل ہوں اور ایمان و عمل کے اعتبار سے دین اسلام میں جتنا کچھ حصہ انکو حاصل ہے وہ سامنے آئے۔

۲؎ یعنی کسی زمانے میں بھی ایسا نہ ہوگا کہ پوری کی پوری امت کسی گمراہی کی بات اور نظریہ پر اتفاق کرلے اور اس کے مقابلے میں جو شریعت کی صحیح تعلیم ہے اس کو چھوڑ بیٹھے۔

قال رسول الله ﷺ: لن تجتمع أمتى على الضلالة أبدا, فعليكم بالجماعة فإن يد الله على الجماعة. حدثنا سهل بن أبى سهل الواسطى, حدثنا يحيى بن حبيب بن عربى, حدثنا معتمر بن سليمان, حدثنا سليمان بن سفيان المدنى, عن عمرو بن دينار, عن ابن عمر رضى الله تعالى عنه, عن النبى صلى الله عليه وسلم مثله. (معجم كبير طبرانى حديث نمبر ۱۳۴۴۸)

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله لا يجمع أمتى أو قال أمة محمد صلى الله عليه وسلم على ضلالة ويد الله مع الجماعة ومن شذ شذ إلى النار (ترمذى، حديث نمبر ۲۰۹۳)

۳؎ لا يزال من امتى امة قائمة بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتىٰ ياتى امر الله وهم علىٰ ذالک (اخرجه البخارى عن معاويه فى كتاب المناقب بهٰذا لسياق. زاد الطالبين تخريج شده ۱۷)

اللہ کا ہاتھ ان کی پشت پر ہوگا، ان کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا، ان کو راستے سے ہٹا کر دین کو مسخ کرنے کے منصوبے بنانے والے، مکروعیاری اور دجل وفریب کے سارے داؤ پیچ آزما کر تھک ہار جائیں گے لیکن یہ مٹھی بھر جماعت ہمیشہ قائم دائم رہے گی اور صحیح دین کو، دین کی صحیح تعلیمات کو تھامے رکھے گی اور آنے والی نسلوں کو پہنچاتی اور موجودہ لوگوں میں پھیلاتی رہے گی، اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کوئی خاص لگی بندھی، نامزد جماعت ہوگی، مخصوص وقت میں، مخصوص جگہ پر پائی جاتی ہوگی بلکہ پوری دنیا میں، ہر خطے ہر علاقے میں، ہر طبقے، ہر قوم میں ایسے لوگ ہوتے رہیں گے گو وہ آٹے میں نمک کے برابر ہوں کہ وہ دین کے کسی نہ کسی شعبے میں حفاظت و پشتیبانی اور دین کی خدمت واشاعت کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ ان کی مجموعی خدمات سے الگ الگ دین کے سارے شعبے محفوظ ہوتے رہیں گے، قائم دائم رہیں گے، کوئی حفظ وقرأت کی شکل میں الفاظ قرآنی کی حفاظت میں لگا ہوگا، کوئی حدیث کی روایت، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کی صورت میں الفاظ حدیث کی حفاظت میں لگا ہوگا، کچھ قرآن کی تفسیر واحادیث کی تفسیر وتشریح کی صورت میں قرآن وحدیث کے صحیح مفہوم ومراد کی حفاظت میں لگے ہوں گے، کوئی فقہی مسائل پر غور وفکر کر کے امت کو احکام شریعت سے آگاہ کرتے رہیں گے اور نئے نئے مسائل کا قرآن وسنت سے حل پیش کریں گے، کوئی دعوت وتبلیغ کی صورت میں کفر کے اندھیروں میں ایمان کے دیپ جلائیں گے اور امت کو اسلامی زندگی اور شرعی اعمال کی طرف لا کر ان کی اصلاح میں مشغول ہوں گے، کوئی کافروں اور دشمنان اسلام سے جہاد ومقابلہ کر کے اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دیں گے اور مسلمانوں کے دین ایمان، جان مال، عزت آبرو کی حفاظت اور اسلامی خطوں کے دفاع کے لئے جانیں نچھاور کریں گے، کوئی باطل پرستوں، ملحدوں، زندیقوں، طاغوت اور سامراج کے ذہنی یا تہذیبی غلاموں کے برپا کئے ہوئے فتنوں اور گمراہیوں کے آگے بند باندھنے اور ان کے مکرودجل سے امت مسلمہ کے سادہ لوح افراد کا ایمان بچانے کے لئے سینہ سپر ہوں گے، یہ سارا انتظام اللہ کی حکمت بالغہ سے ہر زمانے میں دین اسلام کی حفاظت کے لئے ہوتا رہا ہے اور اب بھی بھرپور طریقے پر یہ سارا خدائی انتظام موجود ہے، نور بصیرت کے حامل لوگ اس سے واقف بھی ہیں اور اس میں دامے درمے سخنے قدمے اپنا حصہ بھی ڈالتے ہیں، اگر دین کی حفاظت کا یہ خدائی انتظام نہ ہوتا تو باطل پرست تو کبھی کا اس دین پر ہاتھ صاف کر چکے ہوتے۔ یہ باطل پرست اہل کفر کے قدم سے قدم اور آواز سے آواز ملا کر دین اسلام کو بے آبرو کرنے، اور یہودیت ونصرانیت جیسے

تحریف وتغیر سے اسے گزار کر اس کی اصلیت کو مسخ کرنے اور امت کے ملی تشخص اور اجتماعی وجود کو پارہ پارہ کرنے کی کوششوں میں پوری طرح جُتے ہوئے ہیں، اور اس طاغوتی وشیطانی مشن کی بجا آوری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ لیکن ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

انسانی کوششوں اور مادی اسباب وتدابیر کی حد تک تو اہل کفر اور انکے ہمنوا مسلمان معاشروں کے باطل پرست، ملحد وزندیق، منافقین، اہل تجدد، روشن خیال، طاغوت پرست میڈیا کے نام نہاد سکالر صحیح دین کے مقابلے اور مخالفت میں اپنے طور پر اتنا ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں اور لگا رہے ہیں کہ پتھر پانی ہو جائیں اور پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائیں لیکن پالا اس غیور ذات سے ہے، واسطہ خداوند قدوس کی اس بارگاہِ صمدیت سے ہے کہ جس کے مقابلے میں آکر، جس سے مخالفت مول لے کر قوم نوح کے متکبر وکھڑ پینچ سرداروں سے لے کر عاد وثمود، فرعون ونمرود، ہامان وقارون، عتبہ وشیبہ، ابوجہل وابولہب، برٹش ایمپائر کو اشتراکی ریچھ، بحراوقیانوس کے اُس پار کا سامراجی ہاتھی اور قادیانیت وپرویزیت تک سب طاغوتی طاقتیں، کفر وشر کے علمبردار، زندقہ والحاد اور مکر ونفاق کے حامل وپاسبان بے نام ونشان اور بے آبرو ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ. وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ

(سورة ابراهیم آیت ۴٦)

فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ان الله عزیز ذو انتقام(۴۷)

ترجمہ: اور وہ لوگ اپنی ساری چالیں چل چکے تھے (سارے مکر کھیل چکے تھے، سارے داؤ پیچ آزما چکے تھے) اور ان کی ساری چالوں کا توڑ اللہ کے پاس تھا چاہے ان کی چالیں ایسی کیوں نہ ہوں جن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں۔

لہٰذا اللہ کے بارے میں ہرگز یہ خیال بھی دل میں نہ لانا کہ اس نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کر رکھا ہے اس کی خلاف ورزی کرے گا۔

یقین رکھو کہ اللہ اپنے اقتدار میں سب پر غالب ہے (اور) انتقام لینے والا ہے۔

ختم شد

بسلسلہ: تاریخی معلومات — مولوی طارق محمود

ماہِ ذیقعدہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۵۲ھ: میں حضرت ابونصر احمد بن نصر بن محمد بن اشکاب بن حسن زعفرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخ بغداد ج۵ ص ۱۸۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۵۳ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم بن عیسی مستملی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۳۳۸)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۵۵ھ: میں حضرت ابومنصور احمد بن شعیب بن صالح بن حسین وراق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج۴ ص ۱۹۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۵۶ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن محمود بن زکریا بن خرزاد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (تاریخِ بغداد ج۵ ص ۱۵۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۵۸ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن حسن بن عیسیٰ بن عبداللہ مؤدب رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (تاریخِ بغداد ج۴ ص ۹۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۵۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ احمد بن بندار بن اسحاق اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۶۲)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۶۰ھ: میں حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی شامی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ عظیم محدث ہیں، اور حدیث کی کئی کتابوں کے مصنف ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۳۱۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۶۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عمر بن فضل بن غالب بن سلمہ بن سالم جعفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۳ ص ۳۲)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۶۷ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابوطاہر محمد بن احمد بن عبداللہ بن نصر بن بجیر ذہلی بغدادی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ مصر کے قاضی تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۲۰۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۶۸ھ: میں حضرت ابوالحسین محمد بن محمد بن اسماعیل بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۹۴۵)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۶۸ھ**: میں حضرت ابوالحسن احمد بن موسیٰ بن عیسیٰ جرجانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۹۸۵)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۶۹ھ**: میں حضرت ابوسہل محمد بن سلیمان بن محمد بن سلیمان بن ہارون حنفی عجلی صعلوکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۲۳۹)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۰ھ**: میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن محمد بن محمد بن فورک بن عطاء اصبہانی قباب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۲۵۸)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۱ھ**: میں حضرت ابومعاذ حسن بن یوسف بن یحییٰ البستی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (تاریخِ بغداد ج۷ص۴۵۷)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۱ھ**: میں حضرت ابومحمد حسن بن احمد بن صالح ہمدانی سبیعی حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۲۹۸)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۲ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبداللہ بن خلف بن بخیت عکبری بغدادی دقاق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۳۳۵)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۴ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن حسن بن محمد بن بردخرشاد سروی سراجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے (تاریخِ بغداد ج۲ ص ۲۱۲)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۵ھ**: میں حضرت ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن احمد بن محمد بن احوی بن عوام بن حوشب شیبانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۱۰ ص ۳۶۱)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۶ھ**: میں حضرت ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان بن علی بن سنان حیری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۲۸۳ھ میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۳۵۸)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷۸ھ**: میں حضرت ابوالحسن احمد بن موسیٰ بن عیسیٰ جرجانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۳۸۳)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۸۰ھ**: میں ابوالفرج یعقوب بن یوسف بن ابراہیم بن ہارون بن داؤد بن کلس بغدادی کی وفات ہوئی، آپ پہلے یہودی تھے، اس کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۴۴۳)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۸۴ھ**: میں حضرت ابوالقاسم علی بن قاضی بن ابوتمام زینی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۱۱ ص۳۸۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۸۵ھ: میں عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبداللہ بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ احادیث کی کئی کتابوں کے مصنف ہیں، سب سے زیادہ شہرت ''سنن دارقطنی'' کو حاصل ہوئی
(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۴۵۷، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۷۹، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۹۹۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۸۶ھ: میں حضرت ابومحمد حسن بن ابراہیم بن زولاق مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا
(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۴۶۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۸۷ھ: میں حضرت ابوالحسین محمد بن احمد بن اسماعیل بن عنبس بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۵۱۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۸۹ھ: میں حضرت ابوعمر احمد بن محمد بن عابد اسدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی
(تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۱۰۲۱، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۹۰ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن محمد بن یعقوب بن عبداللہ بن میدان وراق رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۵ ص ۱۲۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۹۱ھ: میں عباسی خلیفہ امیر المومنین عبداللہ قائم بامر اللہ بن احمد قادر باللہ بن اسحاق بن جعفر مقتدر باللہ بن احمد معتضد باللہ کی ولادت ہوئی (تاریخِ بغداد ج۹ ص ۳۹۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۹۳ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عمر بن انس بن دلہاث بن انس بن فلذان بن عمر بن منیب عذری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۶۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۹۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابو یعقوب اسحاق بن حافظ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندۃ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ مندۃ کے نام سے مشہور تھے۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۳۸، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۱۰۳۵، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۲)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۹۷ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن عمر بن احمد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(تاریخِ بغداد ج۱۲ ص ۴۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۹۹ھ: میں حضرت ابومسلم محمد بن احمد بن علی بن حسین بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ مصر میں رہتے تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۵۵۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۹۹ھ: میں حضرت ابومسلم محمد بن احمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ کی وفات ہوئی
(تاریخِ بغداد ج ۱ ص ۳۲۳)

بسلسلہ: فقہی مسائل (نماز کے احکام: قسط۱۴) مفتی محمد امجد حسین

مفسداتِ نماز (نماز توڑنے والی چیزیں)

اصولی طور پر نماز کے اندر نماز کی شرائط میں سے کوئی شرط یا نماز کے ارکان میں سے کوئی رکن (ارکان و شرائط کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) چھوٹ جائے یا مفقود ہو جائے (یہ تو فرائض کی بات تھی کیونکہ شرائط و ارکان نماز، نماز کے فرائض کی ہی دو قسمیں ہیں، باقی نماز کے واجبات میں سے)، کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے یا اس طرح نماز کے اندر نماز کے منافی کوئی قول یا فعل (عملِ کثیر) سرزد ہو تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا، دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے (باقی واجبات میں سے کسی واجب کے بھول کر چھوٹ جانے یا واجب میں تقدیم وتاخیر ہونے، کمی بیشی ہونے، تغیر وتبدیلی ہونے اور فرائض میں سے کسی فرض میں اضافہ ہونے یا تقدیم وتاخیر ہونے سے نماز ٹوٹتی نہیں بلکہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، سجدہ سہو سے اس نقص کی تلافی ہو جاتی ہے، پیچھے قسط نمبر۱۲ شمارہ اکتوبر میں اس مضمون کے حاشیہ میں سجدہ سہو کے یہ اصول ذکر ہو چکے ہیں)

قولی مفسدات یعنی حالتِ نماز میں کلام کرنا

کلام کی چند صورتیں ہیں:

کسی انسان کے مخاطبہ میں کلام ہو (یعنی جیسے لوگ باہم بات چیت کرتے ہیں، دوسرے کو مخاطب کیا جائے یا دوسرے کے خطاب یعنی کسی بات کا جواب دیا جائے)۔ خواہ مخاطبہ کی غرض سے کیا جانے والا کلام قرآن کی کوئی آیت یا کوئی دینی حکم ہی ہو جیسے یحییٰ نامی کسی شخص کو کتاب اٹھانے کا حکم دینے کے لئے یہ آیت پڑھے ''**یا یحییٰ خذ الکتاب**'' اسی طرح چھینک کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہنا، خوشی کی خبر سن کر ''الحمدللہ'' کہنا، افسوس کی خبر سن کر ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کہنا تعجب کی خبر سن کر ''سبحان اللہ'' یا ''اللہ اکبر'' وغیرہ کہنا، اللہ کا نام سن کر ''جل جلالہٗ'' یا نبی علیہ السلام کا نام سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا، ان سب باتوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جو آدمی نماز سے باہر ہو نماز میں غلطی ہونے پر اس سے لقمہ لینا یا اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دینا اور دوسرے کا یہ دیا ہوا لقمہ قبول کر لینا اس سے دونوں کی نمازیں فاسد ہونگی خواہ وہ دوسرا شخص بھی اسی نماز میں ہو جس میں یہ ہے یعنی ایک امام کی اقتداء میں دونوں نماز پڑھ رہے ہوں یا الگ الگ نماز پڑھ رہے ہوں۔

کلام کی ایک صورت کسی جانور کے مخاطبہ میں کلام کرنا، مثلاً کتا، بلی، بھیڑ، بکری وغیرہ جانور، چرند، پرند، درند کو

روکنے، موڑنے، بھگانے، متوجہ کرنے کے لئے کوئی آواز منہ سے نکالنا، کوئی بات کرنا جیسے مختلف جانوروں کے مخاطبہ کے لئے مختلف آوازیں یا الفاظ مقرر ہوتے ہیں ایسے الفاظ اس موقعہ پر بول دیئے۔ کلام کی ایک صورت خود کلامی بھی ہے مثلاً اپنی چھینک کے جواب میں ''الحمد للہ'' کہے، درد یا غم وغیرہ کی وجہ سے با آواز آہ یا اوہ یا اُف کہے یا روئے تو بھی نماز فاسد ہوجائے گی ہاں اگر جنت، جہنم کے ذکر سے روئے یا خدا کی یاد سے روئے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ بلا عذر و بلا غرض صحیح کھانسنا، کھنکارنا آواز کے ساتھ یہ بھی نماز کو فاسد کردیتا ہے (غرض صحیح مثلاً امام کو غلطی پر لقمہ دینے کے طور پر کھانس دیا تاکہ امام متوجہ ہو یا آواز صاف کرنے کے لئے کھانسے وغیرہ)

کلام کی ایک صورت ذکر و دعاء وغیرہ کے ایسے غیر ماثور الفاظ ہیں جو اگرچہ عربی میں ہوں لیکن اس دعاء میں ایسی چیز مانگی جائے جس کا مانگنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہ ہو بندوں سے بھی ایسی چیز مانگی جاتی ہو جیسے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اقْضِ دَیْنِی (اے اللہ میرا قرض ادا کردے)۔ اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِی (اے اللہ میری شادی کرادے) (اس قسم کی دعائیں، حاجات نماز سے باہر۔ سلام پھیرنے کے بعد مانگے) اس طرح نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کرنے سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی، یہی حکم ہر تحریر کا ہے حالت نماز میں کوئی لکھی ہوئی چیز پڑھے گا یعنی زبان سے تلفظ کرے گا تو نماز فاسد ہوجائے گی (اگر نمازی کی بلا اختیار کسی تحریر وغیرہ پر نظر پڑی اور اس نے اس کا مفہوم سمجھ لیا، لیکن زبان سے نہیں پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن قصداً ایسا کرنا کہ کسی تحریر پر نظر ڈال کر اس کا مفہوم سمجھ لے مکروہ ہے)

فعلی مفسدات یعنی حالتِ نماز میں کوئی عمل، کوئی کام کرنا

(۱)...... عمل کثیر جو نماز کی جنس سے نہ ہو اور نہ نماز کی اصلاح کی غرض سے ہو اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے (اور اگر عمل قلیل ہو کثیر کی حد تک نہ پہنچا ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی) عمل کثیر چونکہ ایک عمومی اور اصولی فقہی اصطلاح ہے جس کے ذیل میں بہت سے کام آسکتے ہیں اس اعتبار سے یہ ایک معیار بنتا ہے نماز میں کسی عمل سے نماز ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں۔ اس لئے اس کو سمجھنا چاہیئے۔

عمل کثیر کی تعریف میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں، جن میں سے معروف اقوال یہ ہیں (عملِ کثیر کی تعریف سے عمل کثیر و عمل قلیل میں فرق اور حد بندی بھی واضح ہوجاتی ہے)

(الف)...... عمل کثیر نماز میں کیا جانے والا ہر ایسا عمل ہے کہ نمازی حالت نماز میں جب وہ عمل کرے تو دور سے دیکھنے والا جس کے سامنے یہ نماز شروع نہیں کی گئی وہ یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے (یعنی اس

عمل سے نماز کی حالت اتنی تبدیل ہوگئی کہ خالی الذہن آدمی جسے اس کے نماز میں ہونے کا علم نہ ہو وہ اسے نماز پڑھنے والا نہ سمجھے، اس کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے)

(ب)......بعض کے نزدیک عمل کثیر نماز میں کیا جانے والا ہر وہ عمل ہے جو عام عادت میں دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے (خواہ نمازی اسے نماز میں ایک ہاتھ سے کرے یا دونوں ہاتھوں سے) جیسے پگڑی باندھنا، کرتہ پہننا وغیرہ وغیرہ، اور جو کام عام عادت میں ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ عمل قلیل ہے (خواہ نمازی اسے دونوں ہاتھوں سے کرے یا ایک ہاتھ سے) جیسے ٹوپی پہننا یا اتارنا وغیرہ۔

(ج)......بعض کے نزدیک عملِ کثیر نماز میں تین دفعہ کوئی حرکت لگاتار کرنا ہے۔ تین سے کم ہو یا لگاتار نہ ہو بلکہ ایک دفعہ ایک رکن میں کیا دوبارہ دوسرے رکن میں کیا، یا ایک لمبا رکن ہے جیسے قیام تو اس میں ایک دفعہ وہ حرکت کرنے کے بعد تین تسبیحات کے برابر وقفہ کے بعد دوبارہ کیا تو یہ عمل کثیر نہ بنے گا اور نماز فاسد نہ ہوگی حرکت یا عمل کی مثال جیسے جسم کھجلا رہا ہے، اگر لگاتار تین دفعہ بغیر وقفے کے کھجلائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگر ایک یا دو دفعہ کھجلایا، یا دو سے زیادہ دفعہ کھجلایا لیکن ایک بار کے بعد دوسری بار کھجلانے میں تین تسبیحات کا وقفہ ہے یا الگ الگ ارکان میں کھجلاتا ہے مثلاً ایک دفعہ رکوع میں کھجلایا، دوبارہ قومہ میں کھجلایا۔ سہ بارہ سجدہ میں کھجلایا تو یہ عملِ کثیر نہیں ہے لہٰذا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن بلا اشد مجبوری ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال عمل کثیر کی تعریف (یا عمل کثیر وقلیل کے درمیان حد بندی) کے متعلق ہیں۔ لیکن یہ تین تعریفیں زیادہ مشہور اور اہل علم کے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔ بعض فقہاء نے ان تینوں اقوال میں تطبیق کر دی ہے وہ اس طرح کہ قول اول کو اصل قرار دیدیا (کہ ایسا عمل کہ دیکھنے والا اِس عمل کے مرتکب کو نماز میں نہ سمجھے) اور دوسرے تیسرے قول کو اسی میں داخل کر لیا کیونکہ جو کام عادتاً دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے (جو حاصل ہے دوسرے قول کا) اور اسی طرح حالت نماز میں مسلسل تین دفعہ کوئی عمل، کوئی حرکت کرنا (جو کہ حاصل ہے تیسرے قول کا) ایسے آدمی کو دور سے دیکھنے والا جو اس کے نماز پڑھنے سے لاعلم ہو وہ اسے ہرگز نماز میں نہ سمجھے گا، کیونکہ عادتاً نمازی اس قسم کی حرکتیں نہیں کرتا۔ اس لئے حاصل مسئلہ یہی ہے کہ تینوں قسم کی تعریفوں کی زد میں آنے سے بچے، اسی میں نماز کی سلامتی ہے، ان میں سے کسی بھی تعریف کی روء سے عمل کثیر کا ارتکاب کبھی لاشعوری میں ہو جائے تو احتیاطاً اس نماز کو لوٹائے کیونکہ ویسے بھی خشوع وخضوع نماز کی روح ہے اور یہ سب چیزیں خشوع وخضوع

کے منافی ہیں، سورۂ ماعون میں جو وعید آئی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (سورۃ ماعون آیت ۴،۵)

(کہ ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں کو بھلائے ہوئے ہیں) اس وعید میں نماز نہ پڑھنے والے، نماز میں سستی کر کے دیر سویر سے پڑھنے والے جس طرح داخل ہیں اسی طرح نماز کو خشوع وخضوع سے نہ پڑھنے والے بلکہ اس طرح نماز میں اُلٹی سیدھی حرکتیں کرنے والے بھی درجہ بدرجہ داخل ہیں، حضرات مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں اس کی صراحت فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں خشوع وخضوع اور اپنے استحضار کے ساتھ نماز قائم کرنے اور اس کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

(عمل کثیر کی اس تفصیل کے بعد اب چند قابل ذکر افعال جو مفسد نماز ہیں الگ سے بھی ملاحظہ ہوں)

(۲)......نماز کے اندر کھانا پینا ہر حال میں نماز کو فاسد کر دیتا ہے خواہ قصداً ہو یا سہواً، تھوڑی چیز ہو یا زیادہ یہاں تک کہ باہر سے ایک تل کا دانہ یا پانی کا ایک قطرہ بھی منہ میں ڈال کر نگل لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی (ہاں نماز شروع کرنے سے پہلے کوئی چیز منہ میں لگی ہوئی تھی نماز میں اسے نگل لیا تو چنے کے دانے کی مقدار سے کم کم معاف ہے، لیکن نگلنا اس کا بھی مکروہ ہے، چنے کے دانے کی مقدار میں ہو تو اس کے نگلنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی، اسی طرح نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اس کا ذائقہ منہ میں تھا نماز کے اندر اس کی مٹھاس کا اثر تھوک کے ساتھ حلق سے اترتا محسوس ہوتا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی) مصری، شکر، ٹافی وغیرہ منہ میں رکھ کر نماز شروع کی اور اس کا اثر گھل گھل کر حلق میں جاتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، نماز میں دانتوں سے خون نکلا اور تھوک میں اس کا ذائقہ محسوس ہو گیا اور حلق میں چلا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگر روزہ کی حالت میں تھا تو روزہ بھی اس سے ٹوٹ جائے گا (کیونکہ حلق میں کوئی چیز جانے سے روزہ اور نماز ٹوٹنے کا ضابطہ ایک ہی ہے) اور وضو ٹوٹنے کا تعلق رنگت سے ہے اگر وہ اتنا خون تھا کہ تھوک میں اس کا رنگ نمایاں ہو گیا تو وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

(۳)......نماز کے اندر چلنا، نماز میں ایک دم مسلسل دو صف کی مقدار چلنا (یعنی چھ سات فٹ اندازاً) عمل کثیر اور مفسدِ نماز ہے۔ اس سے کم چلے یا اتنا اور اس سے زیادہ چلے لیکن مسلسل نہ ہو تو مفسد نہیں بشرطیکہ سینہ قبلہ سے نہ پھرے لیکن بلا عذر و ضرورت مکروہ ہے (ضرورت مثلاً امام کے ساتھ ایک مقتدی تھا اس لئے ساتھ کھڑا تھا کوئی اور آ گیا تو امام کو آگے بڑھنے یا اس مقتدی کو پیچھے ہٹ کے صف بنانے کی صورت ہو یا امام حدث وغیرہ کی وجہ سے چلا گیا اور خلیفہ کو آگے کیا وغیرہ وغیرہ)......(جاری ہے)

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت　　مفتی محمد رضوان

نام رکھنے کے آداب (قسط۲)

ساتویں دن نام رکھنا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمَّى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ (ترمذی، بَاب الْعَقِيقَةِ بِشَاةٍ، حديث نمبر ۱۵۲۲، وقالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى (مُصنف ابن أبی شيبة، حديث نمبر ۲۴۷۳۷، فِي أَيِّ يَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ ؟)

ترجمہ: بچہ کی طرف سے ساتویں دن (عقیقہ میں جانور) ذبح کیا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں، اور اس کا نام رکھا جائے (ترجمہ ختم)

حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِالْعَقِيقَةِ يَوْمَ السَّابِعِ لِلْمَوْلُودِ ، وَوَضْعِ الْأَذَى ، وَتَسْمِيَتِهِ (مُصنف ابن أبی شيبة، حديث نمبر ۲۴۷۳۸، فِي أَيِّ يَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن عقیقہ کرنے اور اس کی گندگی دور کرنے (یعنی بال کٹوانے) اور اس کا نام رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَعُقُّ عَنْ وَلَدِهَا يَوْمَ السَّابِعِ ، وَتُسَمِّيهِ ، وَتَخْتِنُهُ ، وَتَحْلِقُ رَأْسَهُ ،

Idara Ghufran

وَتَتَصَدَّقُ بِوَزْنِهِ وَرِقًا (مُصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۷۴۱، فِي أَيِّ يَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ ؟)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا کرتی تھیں، اوراس کا نام رکھا کرتی تھیں، اوراس کا ختنہ کراتی تھیں، اوراس کا سر منڈواتی تھیں، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ ، وَسَمَّاهُمَا ، وَأَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُءُوسِهِمَا الْأَذَى (مستدرک حاکم، وقال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا، اوران کا نام رکھا، اورحکم فرمایا کہ ان کے سر سے گندگی (یعنی بال) دور کردیئے جائیں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر بہت سے اہلِ علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ بچے کا نام ساتویں دن رکھنا افضل اورسنت کے زیادہ قریب ہے، اگرچہ اس سے پہلے بھی نام رکھنا گناہ نہیں۔ [1] (جاری ہے......)

---

[1] السنة أن يسمى المولود فی اليوم السابع من ولادته أو يوم الولادة .فأما استحبابه يوم السابع ، فلما رويناه (الاذكار، كتاب الأسماء ،باب تسمية المولود)

وقال الخطابی ذهب كثير من الناس إلى أن التسمية تجوز قبل ذلک وقال محمد بن سيرين وقتادة والأوزاعی إذا ولد وقد تم خلقه يسمى فی الوقت إن شاء وقال المهلب وتسمية المولود حين يولد وبعد ذلک بليلة أو ليلتين وما شاء إذا لم ينو الأب العقيقة عند يوم سابعه جائز وإن أراد أن ينسک عنه فالسنة أن تؤخر تسميته إلى يوم النسک وهو السابع(عمدة القاری، كتاب العقيقة، باب تسمية المولود غداة يولدلمن يعق عنه وتحنيكه)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب

موجودہ حالات کے تناظر میں (قسط ۳)

وہ خطاب جو حضرت ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب نے ادارہ غفران راولپنڈی میں مورخہ ۵ رمضان ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۷/اگست ۲۰۰۹ء بروز جمعرات قبل از ظہر فرمایا اس کو مولانا ناصر صاحب زید مجدہ نے محفوظ اور مولوی ابرار حسین ستی صاحب نے نقل فرمایا (ادارہ)

آج کل عجیب حالت ہے، نہ زندگی کی کوئی قیمت رہی، اور نہ ہی کوئی اعتبار رہے، کہ کس وقت کیا ہو جائے، اچانک اور آناً فاناً کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے، خودکش حملوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے، اور ان کے بارے میں بحث چل رہی ہے، اور یہ ایک عام سمجھ (Common sense) کی بات ہے کہ اس طرح کے حملوں میں ہزاروں آدمی بے گناہ مارے جاتے ہیں، ان میں کوئی سکول کے بچے ہیں، کوئی راہگیر ہیں، کوئی مزدور ہیں، کوئی بیمار ہیں، کوئی بوڑھے ہیں، کوئی عورتیں ہیں، کوئی دیندار اور نمازی ہیں، کوئی کیا ہیں؟ اور اس طرح بیسیوں مرتے ہیں، اب ان بے چاروں نے کیا کیا ہے؟ اب خودکش حملہ تو کسی اور کے لئے کیا تھا اور وہاں تک تو یہ پہنچتے ہی نہیں، اور دوسرے آدمی مارے جاتے ہیں، اس لئے ان کو کون جائز کہے گا؟ اور یہ کس طریقہ پر جائز ہو سکتے ہیں، یہ دنیا کی زندگی پہلے اپنے عروج تک پہنچے گی پھر اس کے بعد اس کو زوال آئے گا، اور زوال کا مطلب یہ ہے کہ پھر یہ ساری چیزیں ختم ہو جائیں گی، بلکہ انسان خود ہی ان ساری چیزوں کو ختم کرے گا، کہ لعنت بھیجو ان چیزوں پر انہوں نے تو ہماری زندگی تنگ کر کے رکھ دی، کہ کوئی آدمی سکون سے بیٹھ نہیں سکتا، کھا نہیں سکتا، پی نہیں سکتا، تو یہ ساری چیزیں انسان خود ہی ختم کرے گا، آج کل لوگوں نے اس بات کو بہت اہمیت دے رکھی ہے، کہ کسی کو کوئی خواب نظر آجائے، یا کسی کو کوئی الہام ہو جائے، تو اس کو بہت اہمیت دیتے ہیں، جبکہ شرعاً یہ حجت نہیں ہے، ہاں اس ملہم کے لئے بعض جگہوں پر حجت ہو سکتا ہے، تاہم ہر ایک کو الہام بھی نہیں ہوتا اور ہر ایک کا الہام حجت بھی نہیں ہوتا، مگر آج کل بعض لوگوں کی طرف سے خواب اور الہام اور نہ جانے کیا کچھ سامنے آتے رہتے ہیں، اور لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں، حالانکہ کسی کا خواب اور الہام دوسرے پر حجت نہیں، خواہ وہ کتنا ہی بڑا ولی اللہ ہو، اصل حجت شریعت ہے۔

(جاری ہے......)

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس

مفتی محمد رضوان

ہر کام علماء کے ذمہ نہیں

ایک مرتبہ میں اپنے یہاں مسجد میں جمعہ سے پہلے حسبِ معمول بیان کر رہا تھا، اور یہ اُن دنوں کی بات ہے جب حکومت کی طرف سے عصری نصاب میں کچھ تبدیلی کی گئی تھی اور اسلامیات میں کافی کچھ تبدیل و تحریف سے کام لیا گیا تھا، اور اس پر علماء کی طرف سے خاص طور پر اور عوام کی طرف سے عام طور پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

میرے بیان کے دوران ایک صاحب نے رقعہ دیا، جس میں تحریر تھا کہ حکومت کی طرف سے نصاب میں کی گئی تبدیلی کے خلاف آواز اٹھائیں اور جدوجہد کریں اور حکومت کے خلات کوئی ٹھوس قدم اٹھائیں وغیرہ وغیرہ، میں نے اس رقعہ کو پڑھ کر عرض کیا کہ میرے پاس یہ رقعہ آیا ہے، اور اہلِ علم حضرات اس سلسلہ میں پہلے ہی اپنا فریضہ ادا کر چکے ہیں اور عوام الناس کو مختلف طریقوں سے بہت وضاحت اور صراحت اور دلائل کے ساتھ یہ باور کرا چکے ہیں کہ نصاب میں کی گئی تبدیلی بہت غلط اور تباہ کن ہے، اور اس نصاب کے ذریعہ سے تعلیم حاصل کرنے والوں کے نظریات وخیالات پر بہت برا اثر پڑنے کا خطرہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

اس طرح اہلِ علم حضرات اپنی ذمہ داری پوری کر چکے ہیں، اب حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ اس پر عمل درآمد کرے، اور اگر حکومت اس پر عمل نہیں کرتی، تو عوام کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس تبدیل وتحریف شدہ نصاب سے بچانے اور دُور رکھنے کی کوشش کریں۔

میں نے یہ بھی عرض کیا کہ ہم تو اس عصری نصاب کے پہلے بھی حامی نہیں تھے، جب تک کہ اس میں موجودہ تبدیلی نہیں کی گئی تھی، کیونکہ اس وقت بھی یہ نصاب دینی ضرورت کے مطابق نہیں تھا، اور اس میں اُس وقت بھی کافی کچھ اصلاحات کی ضرورت تھی، اور اسی وجہ سے اس نصاب کو پڑھ کر علماء اور شرفاء تیار نہیں ہو رہے تھے۔

اور اب جبکہ پہلے والے نصاب کو بھی تبدیل کر دیا گیا ہے اور اسلام کی کئی باتوں میں تحریف سے کام لیا گیا ہے تو اب موجودہ صورتِ حال میں ہم اس نصاب کی کیونکر حمایت کر سکتے ہیں۔

Idara Ghufran

اور کیونکہ علماء کی طرف سے بار بار صراحت ووضاحت اور اصلاح کی آواز اُٹھانے کے باوجود حکومت اس کی اصلاح کا اہتمام نہیں کررہی تو اب علماء اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوچکے ہیں، اور اب ذمہ داری اُن عوام پر عائد ہوچکی ہے جو اس نصاب کو قائم وجاری رکھنے میں مدد فراہم کررہے ہیں، جس کی ایک شکل تو اس نصاب کو فروخت کرنا ہے، اور ایک شکل اس نصاب کو خریدنا ہے، اور ایک شکل اس نصاب کی تعلیم دینا اور تدریس کرنا ہے، اور سب سے بڑی شکل اس نصاب کی تعلیم حاصل کرنا ہے، اور یہ سب کام ظاہر ہے کہ آپ حضراتِ عوام ہی کررہے ہیں۔

اگر آپ حضرات اس موجودہ ترمیم وتحریف شدہ نصاب کو نہ تو فروخت کریں، نہ ہی خریدیں، اور نہ ہی اس کی تعلیم دیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو ایسا نصاب پڑھائیں، بلکہ صاف اعلان کردیں کہ ہم اس نصاب کی نہ تو خرید وفروخت کریں گے، اور نہ ہی پڑھائیں گے اور نہ ہی پڑھیں گے اور عملی طور پر اس نصاب کا بائیکاٹ بھی کردیں اور اس سے بڑھ کر ساتھ ہی یہ بھی اعلان کردیں کہ آج سے ہم اس تحریف وترمیم شدہ نصاب کے بجائے دینی مدارس وجامعات کے نصاب کو پڑھیں اور پڑھائیں گے، اور اپنی اولاد کو دینی مدارس میں داخل کریں گے تو زیادہ دن نہیں اور چند دن نہیں، بلکہ یقین جانئے کہ ایک ہی دن میں حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے۔

اور فوری طور پر نصاب میں کی گئی تبدیلی کے اپنے فیصلے کو واپس لینے پر مجبور ہونا پڑے گا، مگر افسوس ہے کہ عوام الناس اپنا فریضہ اور اپنی ذمہ داری تو ادا کرنہیں رہے اور علماء کے آواز اٹھانے، بلکہ حکومت سے لڑنے اور گویا کہ حکومت سے مقابلہ کرکے جیل بھرنے کی دعوت دے رہے ہیں، دوسری طرف بے چارے اس قسم کے علماء بھی نادان ہیں کہ جن کا اس نصاب کے نہ پڑھنے سے تعلق ہے اور نہ پڑھانے سے تعلق ہے، بلکہ ان کے پاس قیمتی دینی نصاب موجود ہے، مگر وہ جذباتی عوام کے جوش وجذبہ دلانے اور ابھارنے بلکہ بقول کسے: ع

چڑھ جاؤ سولی پر رام بھلا کرے

کی مثال کے مطابق خواہ مخواہ حکومت کے مقابلہ میں طاقت استعمال کرکے اپنے آپ کو پریشانی میں ڈالتے ہیں۔

لہٰذا علماء کو اس قسم کے حالات کے وقت خبردار رہنا چاہئے اور حکومت سے مقابلہ کرنے اور اس کے خلاف

آواز اٹھاتے رہنے کے بجائے عوام الناس کو اپنی اصل ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا چاہئے۔

لیکن کیونکہ ہمارے یہاں ایک مدت سے بہت سے اہلِ علم حضرات نے یہ سمجھا ہوا ہے یا ایسا طرز عمل اختیار کیا ہوا ہے کہ سارے کام بس ہمارے ذمہ ہیں اور عوام کے ذمہ کوئی کام نہیں، اور اسی وجہ سے وہ بس ہر وقت اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کا رُخ حکومتِ وقت کے خلاف جدوجہد کرنے کی طرف رکھتے ہیں، اور اپنے سے مخاطب عوام کو دینی ضروریات اور شرعی احکام کی ترغیب وترہیب اور تعلیم کی ذمہ داری سے محروم رہتے ہیں۔

اور اس طرزِ عمل کی وجہ سے وہ ہمیشہ حکومتِ وقت کے سامنے حزب اختلاف بنے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے ہر آنے والی حکومت ان سے متوحش وخائف رہتی ہے اور ان کے اس طرزِ عمل سے عداوت وشقاوت پیدا ہونے کے باعث ان کی باتوں کو اہمیت نہیں دیتی، اور اوپر سے ان کو دبانے کی کوشش میں مشغول رہتی ہے۔اس لئے علماء کو ''کامی کام کرے اور بے وقوف ساتھ پھرے'' کا مصداق بننے کے بجائے ذمہ داریوں کے دائرہ کار پر نظر رکھنا ضروری ہے۔

(زیرِ طبع)

درود وسلام کے فضائل واحکام

درود وسلام کے عظیمُ الشان فضائل وفوائد، درود کے خاص خاص مواقع اور ان کی فضیلت واہمیت، درود شریف کے دیگر مواقع، درود وسلام کے چند احکام، درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے، درود شریف کے صیغے، سلام کے صیغے۔

مصنّف: مفتی محمد رضوان

علماء، مشائخ، ماہرینِ علومِ دینیہ اور اربابِ فقہ وفتاویٰ کے لئے خصوصی پیش کش

دینی مدارس، علمی مراکز، اور دینی وتحقیقی اداروں کے لئے مفید سلسلہ

ادارہ غفران ٹرسٹ راولپنڈی کے ترجمان ماہنامہ ''التبلیغ'' کا

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر 17 ''غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق'' شائع ہوگیا ہے۔

﴿خواہش مند حضرات ناظم ماہنامہ ''التبلیغ'' سے رجوع فرمائیں﴾

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۲۶)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

ادارہ غفران کے قیام کے بعد کا نظام العمل

ادارہ غفران کے قیام (شعبان ۱۴۱۹ھ [1] /دسمبر ۱۹۹۸ء) کے بعد سے تا حال حضرت جی دامت برکاتہم کے دینی و علمی مشاغل و معمولات اور خدمات کے بنیادی طور پر دو مراکز ہیں ایک مسجد امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کوہاٹی بازار راولپنڈی جہاں آپ کی تقرری اور وابستگی کا مفصل حال پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ طالب علمی سے فراغت کے بعد راولپنڈی آمد اور جامعہ اسلامیہ صدر میں تدریس و افتاء کے لئے تقرری کے کچھ ہی عرصہ بعد اس مسجد کے ساتھ بھی آپ کی وابستگی عمل میں آئی، یہاں اس وقت سے اب تک (جو تقریباً ۱۷ سال کا عرصہ بنتا ہے) خطابت امامت (جزوی طور پر)، مواعظ و دروس، مختلف مواقع پر دینی تربیتی کورس، اصلاحی مجالس، فقہی مسائل کے سوال جواب کی نشستیں، ادارہ غفران کے قیام سے پہلے تک اہل علم وارباب افتاء کے ساتھ علمی وفقہی نشستوں اور مجالس کا نظم اور تصنیف و تالیف وفتویٰ نویسی کا کام جزوی درجے میں [2] اور رمضان المبارک میں ان گذشتہ تمام سالوں میں اب تک بلاناغہ تراویح میں قرآن مجید سنانے اور تراویح کے بعد وعظ اور دینی مسائل کی مجلس کا معمول، یہ سب دینی مشاغل و معمولات ہیں جن کا فیض حضرت جی کی ذات بابرکات کے ذریعے مسجد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے منبر و محراب سے آبِ زلال کی صورت میں جاری وساری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تا دیر حضرت جی کو سلامت باکرامت اور اس فیض کو جاری وساری رکھیں۔ ع

فیض او جاری بود لیل ونہار

دوسرا مرکز ثقل (گذشتہ گیارہ سال سے) ادارہ غفران (ٹرسٹ) ہے، پیچھے ادارہ غفران کے علمی و دینی شعبوں کا ذکر ہو چکا ہے، بنیادی طور پر یہ تمام شعبے ادارہ کے قیام کے وقت سے ہی قائم ہیں اور اب تک

---

[1] ستمبر ۲۰۰۹ء کے شمارہ التبلیغ میں ص ۶۰ پر اس مضمون کی قسط نمبر ۲۳ میں غلطی سے قیام ادارہ کی تاریخ شعبان ۱۴۱۶ھ درج ہوگئی ہے۔ ریکارڈ کی درستگی کے لئے اس کی تصحیح قارئین فرمالیں۔ امجد

[2] یہ دونوں سلسلے ادارہ غفران کے قیام کے بعد یہاں منتقل ہو گئے۔

حضرت جی دامت برکاتہم کی زیرِنگرانی اور انتظام میں بالتسلسل بلاتعطل چل رہے ہیں۔
شعبوں کے نظم ونسق اور بہتر کارکردگی کے لئے ذیلی طور پر ہر شعبے کے الگ الگ مسئول مقرر کئے ہیں جیسے مسئول دارالافتاء، مسئول تعلیمات، مسئول مطبخ، مسئول دارالاقامہ وغیرہ جو ایک ناظم عمومی کی زیر مسئولیت متعلقہ شعبوں کا نظم چلاتے ہیں، ناظمِ عمومی شوریٰ کے ارکان میں سے ہوتا ہے۔
ان مسئولین و منتظمین کے کام میں باہمی ربط اور ہم آہنگی کے لئے ہفتہ وار عمومی مشاورت کی مجلس رکھی گئی ہے، جس میں سب مسئول اور باقی اساتذہ وکارکنان شریک ہوتے ہیں، ہفتہ رفتہ کے امور کا جائزہ لیا جاتا ہے اور آئندہ ہفتہ کے لئے حسب ضرورت وحاجت مختلف امور کے متعلق فیصلے کئے جاتے ہیں، ہفتہ وار مشاورتی مجلس کا یہ نظم ادارہ کے قیام کے پہلے سال سے ہی چلا آرہا ہے۔ مسئولیتوں کا نظم قیام ادارہ کے تین چار سال بعد کام کے پھیلاؤ اور نظم میں مشکلات سامنے آنے کے بعد عمل میں لایا گیا، اس سے پہلے ایک ناظم عمومی ہی سارے نظم کا مسئول ہوتا تھا، ہفتہ وار عمومی مشورہ کے علاوہ حسب ضرورت و حسب حالات خاص اراکین شوریٰ کی خصوصی مشاورتی مجلس بھی ہوتی ہے، ایک تیسری قسم کی مشاورتی مجلس سالانہ بنیادوں پر ہوتی ہے، جس میں شوریٰ کے اندرونی، بیرونی جملہ اراکین شامل ہوتے ہیں اور گذشتہ پورے سال کی کارگزاری پیش ہوتی ہے، اس کا جائزہ لیا جاتا ہے اور آئندہ ایک سال کے لئے فیصلے ہوتے ہیں، سالانہ مشاورت کا یہ نظم بھی ادارہ کے قیام کے بعد پہلے سال سے ہی شروع ہوگیا تھا۔
ادارہ کے اس مذکورہ نظم کے تحت مختلف شعبوں میں اخراجات کے لئے متعلقہ مسئول کو ایک رجسٹر اخراجات سپرد کیا گیا ہے، جس میں اخراجات کی جملہ تفاصیل منضبط کرنے کی مناسبت سے خانے بنے ہیں اور ہفتہ واری بنیاد پر ہر مسئول کو ایک طے شدہ رقم سپرد کی جاتی ہے، ہر ہفتہ یہ رجسٹر حضرت جی مدیر صاحب کے سامنے منظوری کے لئے پیش کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرما کر آپ اس پر دستخط کرتے ہیں اس کے بعد پھر یہ رجسٹر ادارہ کے خازن صاحب کے پاس جاتے ہیں اور وہاں سے ہفتہ بھر میں خرچ شدہ رقم کا متعلقہ مسئول کو اجراء ہوتا ہے، سالانہ مشاورت میں خازن صاحب پورے سال کے جملہ اخراجات کا آڈٹ کے اصول پر گوشوارے بنا کر معزز اراکین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتے ہیں اور ان کو بریف کرتے ہیں...... اس نظم کی وجہ سے ادارہ کے پورے نظام اور سارے ماحول میں بڑی راحت وآسودگی اور برکت وطمانیت محسوس ہوتی ہے اور خاص حضرت جی کی ذات والاصفات کے اعتبار سے حضرت کے قائم فرمودہ اس عمدہ نظم کا ہی یہ ثمرہ ہے کہ آپ اہتمامِ ادارہ کی نازک ذمہ داریوں کے باوجود فقہی وتحقیقی کاموں اور تصنیف وتالیف کے سلسلوں کو بھی بخوبی نبھائے ہوئے ہیں ﴿بقیہ صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تذکرۂ اولیاء مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۷)

(انتخاب از بالِ جبریل)

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی		ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی
عشق کی تیغ جگر دار اڑا لی کس نے		علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی [۱]

نہ اٹھا پھر کوئی رومی [۲] عجم کے لالہ زاروں سے		وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی
نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے		ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں		کبھی سوز و سازِ رومی، کبھی پیچ و تابِ رازی [۳]
وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں		اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ رسمِ شاہبازی
نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا		یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی

[۱] علم سے مراد طبعیاتی سائنسی علوم ہیں سائنسی ترقیات، اکتشافات اوایجادات آسمانی تعلیمات کی روشنی میں ہوں، توحید ورسالت اور قیامت پر ایمان رکھ کر ہوں تو یہی سائنسی علوم بنی آدم کو روحانی اور مادی دونوں ترقیوں کے معراج پر فائز کرتے ہیں، اسلام کے دور عروج میں مسلمانوں کی سائنسی ترقیات اس کا نمونہ ہیں اور بدقسمتی سے مادہ پرست، مذہب بیدار، خدا کی منکر، جزا وسزا اور حشر نشر کی منکر قوموں کے ہاتھ میں سائنسی علوم وترقیات اور ایجادات واکتشافات کی باگ ڈور آ جائے تو یہی سائنسی علوم الحاد ودہریت کا سرچشمہ، روحانی حقائق کے لئے ناسور اور غارت گرِ انسانیت بن جاتی ہیں۔ بدقسمتی سے مغرب خدا کا انکار کر کے اور روحانی حقائق سے بغاوت کر کے سائنسی ترقی کے دور میں داخل ہوا جس کا نتیجہ آج کھلی آنکھوں دنیا دیکھ رہی ہے کہ سائنسی ارتقاء کے گذشتہ دوسو سال میں انسانیت ہلاکت وغارت گری کے کتنے مرحلوں سے گزر چکی ہے اور آج ان مادہ پرست سامراجی قوموں کے ہاتھوں دنیا جہنم کا نمونہ بن چکی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سائنس کے ہاتھ میں جو نیام ہے وہ مذہب کی تلوار سے خالی ہے۔

[۲] پیکرِ سوز ومستی، عشق ربانی کا شعلہ جوالہ، سرخیل اولیاء، امام العاشقاں، رازداں سرِّ حقیقت مولانا جلال الدین رومی تبریزی علیہ الرحمہ صاحبِ مثنوی شریف (ولادت ۶۰۴ھ وفات ۶۷۲ھ)

[۳] امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ متکلم وفیلسوفِ اسلام علم العقائد والکلام کے یگانہ روزگار امام، تفسیر کبیر جیسی شہرہ آفاق تفسیر کے مصنف جو عقلی وکلامی علوم کا بحر ذخار ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی		گھر میرا نہ دلی ہے، نہ صفاہاں، نہ سمرقند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق		نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش		میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفے سے مجھے		کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں ۱ؔ
یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شائد		کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکوں
علاج آتش رومی کے سوز میں ہے تیرا		تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

﴿**گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ**﴾ دین فطرت یعنی اسلام اور اس کے احکام کی حقانیت وصداقت کو جانچنے، ماننے اور منوانے کا ایک راستہ عقل واستدلال والا ہے فخر الدین رازی عقل واستدلال کے میدان کے بڑے مردِ میدان ہیں اور خدا پرستی کی منزل کا دوسرا راستہ عشق ووارفتگی جذب وشوق اور قلبی یقین اور روحانی کیف وسرور والا ہے جلال الدین رومی اس بحرِ عشق کے بڑے شناور اور غوطہ خور ہیں شاعر فرماتے ہیں کہ میری زندگی ان دو حالتوں کے درمیان دائر ہے کبھی حقائق کائنات اور مسائل الٰہیات کی گرہ کشائی عقل واستدلال کی راہ سے کرتا ہوں امام رازی کی طرح۔ اور کبھی مولائے رومی کی طرح عشق ووارفتگی کی کیفیات مجھ پر طاری ہوتی ہیں اور عشق کی تو محض ایک واردات کے آگے مادی کائنات کی دھجیاں بکھر جاتی ہیں اور ایک جست میں اس بے کراں کائنات کو لپیٹ سمیٹ کر آگے جا پہنچتی ہے۔

۱ؔ انسانی علوم وتجربات تاریخ کے طول طویل دورانئے میں ارتقاء کی ان گنت منزلیں طے کر کے آج جس مقام پر کھڑے ہیں کہ نظام شمسی کے کروں کی محوری حرکات کا منظّم نظام، ان کروں وسیاروں کی کمیت وکیفیت، کشش وثقل کے پائیدار و مستحکم قوانین، سیاروں کے گردش کے مختلف دورانئے، ہر سیارے کے متعلق چاندوں کی تعداد اور ان کا گردشی سسٹم، کہکشاؤں کا تنوع اور ان کی محیر العقول وسعتیں، اربوں کہکشائیں اور ہر کہکشاں میں اربوں ستاروں کی تعداد اور کائنات کا ناقابل تصور بے کراں وسعت وپھیلاؤ یہ سارے وہ انکشافات ہیں جو ماڈرن سائنس نے جدید ترین قوی ہیکل دوربینوں (خصوصاً ہبل دوربین آف امریکا) کی ایجاد کے بعد رصد گاہوں میں ان کے استعمال کے نتیجے میں فاش کئے ہیں اور بایں ہمہ یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ جو کچھ دریافت ہو چکا ہے، اُس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ابھی پردہ غیب میں ہے، کہ کائنات کی وسعت وبے کرانی کے ابھی نامعلوم مزید کیا کیا کرشمے اور عجائبات فاش ہونے ہیں اقبال مرحوم مادی سائنس کے ان حسی مشاہدات وانکشافات کے تناظر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی انقلابی حیثیت اور عظمت سمجھا رہے ہیں کہ سائنس ہزاروں سال کے انسانی تجربات اور کوششوں کے بعد محض اس قابل ہو سکی کہ زمین پر بیٹھ کر دوربینوں کی آنکھ سے کائنات کی اس عظیم وسعت وبے کرانی کا محض ایک دھندلا سا مشاہدہ کر لے اور پھر ریاضیاتی فارمولوں سے ضرب وتقسیم کر کرا کے کائنات کی بے کرانی کی محض ایک جھلک ذہن نشین کرا سکے لیکن پیغمبر اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے جب نہ ٹیکنالوجی تھی اور نہ ایسی قوی ہیکل دوربینیں اور نہ کائنات کی اس انداز کے پھیلاؤ اور بے کرانی کا کسی کے حاشیہ خیال میں گزر ہوا تھا اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بیٹھ کر نظارہ کی حد تک نہیں بلکہ اس نظام شمسی، ان کہکشاؤں بلکہ طبق در طبق آسمانوں سے بھی پار لے جا کر، اپنے پاس بلا کر انسان کی حقیقی عظمت ظاہر کر دی تھی کہ ہم سے جڑ جاؤ تو یہ کائنات تمہارے پاؤں کی دھول ہے اور تمہارے آگے مسخر و پائمال ہے۔ جبکہ اللہ کو ماننے بغیر اور اللہ کی ماننے بغیر وحی کے ذریعے اللہ کے بیان کردہ حقائق کو تسلیم کئے بغیر محض مادی علوم وتجربات اور صرف انسانی عقل وادراک کے بل بوتے پر ہی حقائق تک پہنچنا چاہو گے تو زندگیاں برباد کر بیٹھو گے اور منزل پھر بھی نہ ملے گی کہ کائنات کی بے کراں وسعتوں کی ادنیٰ جھلک دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں ہی ہزاروں سال لگ گئے ہیں۔

امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی		کہ جبرئیل سے ہے اس کو نسبت خویشی
طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا		تیرا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی
وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے		یہ رنگ و نم، یہ لہو، آب و ناں کی ہے بیشی

مسلمان کے لہو میں ہے سلیقہ دلنوازی کا		مروت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا
شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے		سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا
قلندر جز دو حرف لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا		فقیہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

اپنی جولانگاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں		آب و گل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام		اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر		حریم کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے		اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک		نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری
خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں		کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری
مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی		کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری
تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر		میری دانش ہے افرنگی میرا ایماں ہے زنّاری

(جاری ہے..........)

IdaraGhufran

پیارے بچو! ابوفرحان

مظلوم کی بد دُعا

پیارے بچو! ایک درخت پر ایک کوّے اور کوّی نے گھونسلہ بنایا اور وہ دونوں وہاں رہنے سہنے لگے، کچھ دنوں کے بعد کوی نے انڈے دیئے، تو کوا بہت خوش ہوا۔

اس نے سب کوّوں کی دعوت کی اور خوب جشن منایا، کچھ ہی دنوں کے بعد ان انڈوں میں سے بچے نکل آئے، کوا اور کوی بہت خوش ہوئے کہ اللہ نے ان کو دو پیارے پیارے سے بچے دیئے، کوا دُور دُور سے گھوم پھر کر اپنے بچوں کے لئے خوب اچھی اچھی چیزیں جمع کرتا اور کوی سارا دن ان کو کھلاتی پلاتی رہتی، بچوں کا منہ ہاتھ دھوتی، صفائی کرتی تاکہ جلدی جلدی بچے بڑے ہوں۔

اس پیڑ کی جڑ میں ایک سانپ کا بل تھا اس میں ایک خطرناک سانپ رہتا تھا، جب بچے کچھ بڑے ہوئے تو کوی نے بھی باہر آنا جانا شروع کر دیا، ایک دن کوی نے بچوں کو کھلا پلا کر سلایا اور باہر نکل گئی، جاتے وقت پڑوس میں لومڑی خالہ کو بتا کر گئی کہ میں کام سے جا رہی ہوں اور بچے اکیلے سو رہے ہیں آپ ذرا میرے بچوں کا دھیان رکھنا۔

اسی دوران درخت کے نیچے سے سانپ نکلا اور درخت پر چڑھ کر گھونسلے میں گھس کر بچوں پر حملہ کر دیا۔

کوے کے بچے کاؤں کاؤں کر کے شور کرنے لگے، بچوں کا شور سن کر لومڑی باہر نکلی، سانپ کو بہت منع کیا، سمجھایا کہ ایسا نہ کر، ان بچوں کو نہ کھا، دیکھ کوا ہمارا پڑوسی ہے، مگر سانپ نے اس کی ایک نہ سنی اور اُلٹا لومڑی پر چڑھ دوڑا اور اسے بھی جان سے مار دینے کی دھمکی دینے لگا، اور بچوں کو چٹ کر گیا۔

کوا اور کوی جب واپس آئے تو گھونسلہ کو خون سے لت پت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے، کوا اور کوی دونوں دوڑے دوڑے خالہ لومڑی کے پاس آئے، تو لومڑی نے ان کو سارا واقعہ سنایا، اور صبر کرنے کی تلقین کی، یہ ماجرا سن کر کوی تو روتے روتے غم سے نڈھال ہوگئی، اور سانپ کو بد دعائیں دینے لگی۔

کوا تو غصہ سے پاگل سا ہوگیا، کوے نے کہا میں سانپ سے کمزور ضرور ہوں، مگر اس سے بدلہ لے کر رہوں گا، لومڑی نے کوے سے پوچھا کہ تو سانپ سے کس طرح بدلہ لے گا؟ کوے نے کہا سانپ جس وقت سویا ہوا ہوگا میں چونچیں مار مار کر اس کی آنکھیں نکال لوں گا، یہ سن کر خالہ لومڑی نے کہا بیوقوف نہ

بن، وہ سانپ تو اتنا خطرناک ہے کہ تجھے بھی نگل جائیگا۔

اب میری بات دھیان سے سن، دیکھ جب دشمن طاقتور اور خطرناک ہو تو اس کو طاقت کی بجائے چالاکی سے مارنا چاہیئے، تو بھی چالاکی سے اس کو مار، تو اس طرح کر یہاں سے شہر میں جا، اور دیکھ کسی کا زیور یا مال ومتاع اس طرح اٹھا کے لا کہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہونا، اور وہ زیور لاکر سانپ کے بل پر ڈال دے، پھر تماشہ دیکھ، کوے نے ایسا ہی کیا، شہر میں پہنچا اور گھر گھر پھر کر دیکھا تو ایک گھر میں اس نے دیکھا کہ ایک عورت نے نہانے کے لئے اپنا زیور اتار کر رکھا ہوا ہے، کوا یہ دیکھ کر خوش ہوا اور نیچے گھر میں اتر کر، اس عورت کے گلے کا ہار اٹھا کر اوپر ٹینکی پر بیٹھ کر کائیں کائیں کرنے لگا۔

اس عورت نے فوراً شور مچا کر مَردوں کو اکٹھا کر لیا، لوگ اکٹھے ہوئے تو کوا وہاں سے اڑ کر دوسرے گھر کی چھت پر جا بیٹھا، اسی طرح سے کوا ہار کو چونچ میں پکڑ کر اُڑتے اُڑتے اپنے گھونسلے تک آ گیا، اس کے پیچھے پیچھے وہ لوگ بھی درخت کے پاس پہنچ گئے، تو کوے نے ہار کو نیچے سانپ کے بل پر گرا دیا۔

سانپ ایک دم نیند سے جاگا اور پھنکار مار کر سیدھا کھڑا ہو گیا، لوگوں نے جب سانپ کو ہار کے پاس کھڑا ہوا دیکھا تو لاٹھیاں مار مار کر اس کو جان سے مار دیا۔

سانپ کو بھاگنے کا بھی موقع نہ ملا، وہ لوگ اپنا ہار اٹھا کر لے گئے۔

اس طرح کوے نے سانپ سے ظلم کا بدلہ لے لیا، ظالم سانپ کے مرنے پر جنگل کے سب جانوروں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

پیارے بچو! کسی پر بھی ظلم نہیں کرنا چاہیئے...... کیونکہ ہمارے پیارے نبی حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو اس لئے کہ اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

ٹوپی کی شرعی حیثیت

حضور ﷺ، صحابۂ کرام، تابعین، محدثین وفقہائے کرام سے ٹوپی پہننے کا ثبوت۔ عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے کے سنت ہونے اور مشرکین کا طریقہ نہ ہونے کی بحث۔ ٹوپی کے اوپر علماء وصلحاء کے رومال اوڑھنے کی حیثیت۔ ننگے سر رہنے اور گھومنے پھرنے اور ننگے سر نماز پڑھنے کے مروجہ طریقہ پر مدلل ومفصل کلام۔ اور اس سلسلہ میں پیش کردہ شبہات کا ازالہ، اور چند اہم متعلقہ مسائل

مصنّف: مفتی محمد رضوان

بزمِ خواتین

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

ایک سبق آموز واقعہ

معزز خواتین! انسانی فطرت ہے کہ انسان اپنے ہی جیسے دوسرے انسانوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو سن کر یا پڑھ کر بہت متاثر ہوتا ہے اور پھر جس طرح کا واقعہ معلوم ہوتا ہے انسان کے دل میں اسی نوعیت کا اثر پیدا ہوتا ہے چنانچہ اگر کسی گناہ پر ہونے والی دنیوی یا اخروی سزا کا واقعہ پڑھا جائے تو اس سے انسان کے دل میں اس گناہ کی برائی اور اس کے کرنے سے خوف پیدا ہوجاتا ہے اور انسان اس گناہ سے بچنے کا عزم کرلیتا ہے۔اور اگر کسی دوسرے سے ہمدردی وایثار اور اچھے سلوک کا واقعہ پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے سے انسان میں دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے غرضیکہ نصیحت آموز واقعات پڑھنے سے ہر انسان کسی نہ کسی درجے میں ضرور متأثر ہوتا ہے۔اور پھر اس طرح کے واقعات پڑھنے میں انسان کو دلچسپی بھی بہت ہوتی ہے۔ بہت سے علماء کرام اور بزرگانِ دین نے اس طرح کے واقعات پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔انہی کتابوں میں سے ایک کتاب لاہور کے ایک عالمِ دین شیخ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے جواہر پارے کے نام سے ترتیب دی ہے جس کی تین جلدیں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں اس کتاب میں حضرت نے بہت سے سبق آموز واقعات، متعدد اور مختلف کتابوں سے چُن کر ترتیب دیئے ہیں۔ جو سبھی اپنی جگہ مفید اور مؤثر ہیں۔اس مرتبہ بزم خواتین کے سلسلے میں انہی واقعات میں سے ایک سبق آموز واقعہ تحریر کیا جارہا ہے۔

ایک پاکدامنہ عورت پر الزام تراشی کا انجام

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹/۱۸۲۲ء) حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے حالات لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”سترہ سال کی عمر میں آپ نے مجلسِ افادۂ تعلیم کی ابتداء فرمائی تھی۔لوگ یہ نقل کرتے ہیں کہ اُسی زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی جب غسل دینے والی عورت نے اس کو غسل دیا تو اس نیک بخت مُردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ فرج (یعنی شرمگاہ)

کس قدر زنا کار تھی فوراً اس کا ہاتھ فرج (یعنی شرمگاہ) پر ایسا چسپاں ہوا کہ اس کے جُدا کرنے کی سب نے کوشش و تدبیر کی مگر فرج (یعنی شرمگاہ) سے اس کا ہاتھ جُدا نہ ہوا۔ انجام کار اس مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کا علاج اور تدبیر دریافت کی سب کے سب اُس سے عاجز ہوئے لیکن امام صاحب نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی کو حدِّ قذف (یعنی جو سزا شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے آپ کے ارشاد کے مطابق اس کے ۸۰ درّے لگائے تو ہاتھ فرج (یعنی شرمگاہ) سے فوراً جُدا ہو گیا سب کے دلوں میں امام صاحب کی امامت و ریاست اُسی دن سے راسخ طور سے جاگزیں ہوگئی'' (ماخوذ از جواہر پارے ج اص ۵۴ بحوالہ بستان المحدثین مترجم ص ۱۵ طبع میر محمد کتب خانہ کراچی)

فائدہ:......اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوا کہ کسی شخص کی طرف شرعی ثبوت کے بغیر کسی گناہ کو منسوب کر دینا جسے الزام تراشی یا تہمت لگانا یا بہتان باندھنا کہتے ہیں بہت سخت گناہ ہے، بہت سی عورتیں اس معاملہ میں بہت بے احتیاطی کرتی ہیں دوسروں کے عیوب اور برائیوں کی ٹوہ میں رہتی ہیں اور ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا کر دوسروں پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتی ہیں انہیں اس قسم کی حرکت سے ڈرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں پاکدامن عورت پر تہمت لگانے کو ہلاک کرنے والے بڑے بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا (کہ وہ یہ ہیں) (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو۔ ہاں اگر حق کے ساتھ قتل ہو (مثلاً یہ کہ اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو تو قصاص میں حکم شرعی کے مطابق قتل کر دیا جائے گا) (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر چل دینا (۷) ایسی پاکدامن باایمان عورتوں کو تہمت لگانا جن کو بُرائی کا دھیان تک نہیں (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷ از بخاری و مسلم)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

''جس نے کسی مسلمان پر کسی چیز کی تہمت لگائی جس سے اس کو عیب دار بتانا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پُل پر روک دے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل

جائے'' (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۴ از ابوداؤد)

تشریح:...... ''کہی ہوئی بات سے نکل جائے''یعنی کسی پر جو تہمت رکھی ہے اس کو صحیح ثابت کردے اور جھوٹی بات کو صحیح ثابت کرنا ممکن نہیں ہوسکتا (خصوصاً جبکہ اس ذات کی عدالت میں ثابت کرنا ہو کہ جو دلوں کے بھید جاننے والی ہے) لہٰذا اب یہی صورت ہوسکتی ہے کہ جس پر تہمت رکھی ہے اس کو راضی کرے یا اس کے گناہ اپنے سر لے کر سزا بھگتے (فضائل توبہ واستغفار ص ۲۰۷ و ۲۰۸ بتغیر)

اس واقعہ میں حدِّ قذف کی جس سزا کا ذکر ہے وہ قرآن پاک کی سورۂ نور کی ایک آیت کریمہ میں مذکور ہے۔ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا. وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ نور ۴)

ترجمہ: جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود فاسق ہیں۔

تشریح:......یعنی جس طرح زنا ایک انتہائی گھناؤنا جرم ہے اور اس پر سزا بھی بڑی سخت رکھی گئی ہے اسی طرح کسی بے گناہ پر زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کو بھی نہایت سنگین جرم قرار دیا گیا ہے اور اس کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی گئی ہے اس کو اصطلاح (یعنی شریعت کی زبان) میں حدِّ قذف' کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوسروں پر الزام تراشی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۶ ''اخبارِ عالم''﴾

7 نومبر: پاکستان: کسی مائنس ون فارمولے پر یقین نہیں رکھتے، تحفظات کے باوجود جمہوریت کو ڈی ریل نہیں ہونے دیں گے، نواز شریف **8 نومبر:** پاکستان: زرداری نواز رابطہ تعاون جاری رکھنے پر اتفاق، لیگی قائد کل وزیراعظم سے ملاقات کریں گے **9 نومبر:** پاکستان: پشاور، خودکش حملے میں ناظم سمیت 16 افراد جاں بحق **10 نومبر:** پاکستان: پشاور میں خودکش حملہ اور، آپریشن راہ نجات میں 8 اہلکاروں سمیت 42 جاں بحق **11 ومبر:** پاکستان: چارسدہ، کار بم دھماکے میں 34 افراد جاں بحق **12 نومبر:** پاکستان: امریکا نئی افغان پالیسی پر اعتماد میں لے ، وزیراعظم **13 نومبر:** پاکستان: گلگت بلتستان انتخابات پیپلز پارٹی کی واضح برتری، تصادم میں 2 افراد جاں بحق **14 نومبر:** پاکستان: پشاور بنوں، حساس ادارے کے دفتر اور تھانے پر حملے، 18 جاں بحق **15 نومبر:** پاکستان: پشاور میں خودکش حملہ 11 افراد جاں بحق **16 نومبر:** پاکستان: وزیرستان آپریشن بہت جلد ختم ہوجائے گا، وزیراعظم

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

قنوتِ نازلہ کے احکام

قنوتِ نازلہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً عوام اور بعض اہلِ علم کی طرف سے مختلف سوالات سامنے آتے رہتے ہیں، اس لئے قنوتِ نازلہ کے متعلق پیش آنے والے اس قسم کے سوالوں کے جواب تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱)......کیا قنوتِ نازلہ کا پڑھنا جائز ہے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں پہلا سوال یہ ہے کہ کیا فقہ حنفی میں قنوتِ نازلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ فقہ حنفی کی بعض عبارات سے اس کے ناجائز ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ اس بارے میں تو شبہ نہیں کہ حضور ﷺ سے مخصوص مواقع پر قنوتِ نازلہ کا پڑھنا ثابت ہے، اور اکثر روایات میں فجر کی نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے، جبکہ بعض روایات میں بعض دیگر نمازوں میں بھی پڑھنے کا ذکر ہے، لیکن فجر کی نماز کے علاوہ دیگر نمازوں کے بارے میں تو اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ ان نمازوں میں قنوتِ نازلہ کا حکم منسوخ ہو گیا تھا، لیکن کیا فجر کی نماز میں بھی قنوتِ نازلہ کا حکم منسوخ ہو گیا تھا؟ یا پھر حضور ﷺ نے فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوتِ نازلہ پڑھا تھا؟

اس بارے میں احادیث وروایات میں اختلاف پائے جانے کی وجہ سے اہلِ علم وفقہ کی آراء مختلف ہو گئیں، بعض اہلِ علم ہمیشہ فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ کے مسنون ہونے کے قائل ہوئے، جبکہ دیگر اہلِ علم وفقہ حضرات نے اس سے اختلاف کیا، فقہائے احناف بھی اسی کے قائل ہیں کہ فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوتِ نازلہ پڑھنا سنت نہیں، لیکن کیا بوقتِ ضرورت بھی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ تو فقہائے احناف کے نزدیک اس کے جائز ہونے میں شبہ نہیں، بلکہ ضرورت کے موقع پر اس کا پڑھنا مستحب ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَدْ رُوِیَ عَنِ الصِّدِّیقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَنَتَ عِنْدَ مُحَارَبَةِ الصَّحَابَةِ مُسَیْلِمَةَ وَعِنْدَ مُحَارَبَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ ، وَكَذٰلِکَ قَنَتَ عُمَرُ وَكَذَا عَلِیٌّ فِی مُحَارَبَةِ مُعَاوِیَةَ ، وَمُعَاوِیَةُ فِی مُحَارَبَتِهِ ، إِلَّا أَنَّ هٰذَا یُنْشِئُ لَنَا أَنَّ الْقُنُوتَ لِلنَّازِلَةِ مُسْتَمِرٌّ لَمْ یُنْسَخْ .وَبِهِ قَالَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِیثِ ، وَحَمَلُوا عَلَیْهِ حَدِیثَ

أَبِی جَعْفَرٍ عَنْ أَنَسٍ (مَا زَالَ يَقْنُتُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا) أَیْ عِنْدَ النَّوَازِلِ ، وَمَا ذَكَرْنَا مِنْ أَخْبَارِ الْخُلَفَاءِ يُفِيدُ تَقَرُّرَهُ لِفِعْلِهِمْ ذَلِكَ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِی مَالِكٍ وَأَبِی هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَبَاقِی أَخْبَارِ الصَّحَابَةِ لَا يُعَارِضُهُ ، بَلْ إنَّمَا تُفِيدُ نَفْیَ سُنِّيَّتِهِ رَاتِبًا فِی الْفَجْرِ سِوَى حَدِيثِ أَبِی حَمْزَةَ حَيْثُ قَالَ :لَمْ يَقْنُتْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ ، وَكَذَا حَدِيثُ أَبِی حَنِيفَةَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَجِبُ كَوْنُ بَقَاءِ الْقُنُوتِ فِی النَّوَازِلِ مُجْتَهَدًا ، وَذَلِكَ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ لَمْ يُؤْثَرْ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ لَا قُنُوتَ فِی نَازِلَةٍ بَعْدَ هَذِهِ ، بَلْ مُجَرَّدُ الْعَدَمِ بَعْدَهَا فَيَتَّجِهُ الِاجْتِهَادُ بِأَنْ يُظَنَّ أَنَّ ذَلِكَ إنَّمَا هُوَ لِعَدَمِ وُقُوعِ نَازِلَةٍ بَعْدَهَا يَسْتَدْعِی الْقُنُوتَ فَتَكُونُ شَرْعِيَّتُهُ مُسْتَمِرَّةً ، وَهُوَ مَحْمَلُ قُنُوتِ مَنْ قَنَتَ مِنْ الصَّحَابَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبِأَنْ يُظَنَّ رَفْعُ الشَّرْعِيَّةِ نَظَرًا إلَى سَبَبِ تَرْكِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَنَّهُ لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى (لَيْسَ لَكَ مِنْ الْأَمْرِ شَیْءٌ) تَرَكَ ، وَاَللَّهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ(فتح القدير، ج ۱ ص ۳۷۹ باب صلاۃ الوتر)

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے اوراہلِ کتاب سے صحابۂ کرام کا مقابلہ ہونے کے وقت قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، اوراسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قنوت (نازلہ) پڑھا تھا،اوراسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا،مگراس سے ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ قنوتِ نازلہ کا حکم باقی ہے،منسوخ نہیں ہوا۔اورمحدثین کی جماعت بھی اسی کی قائل ہے،اورمحدثین نے حضرت ابوجعفر کی حضرت انس سے روایت کردہ اس حدیث کو کہ حضورﷺ دنیا سے رحلت فرمانے تک ہمیشہ قنوت (نازلہ) پڑھتے رہے نوازل (اور حادثات وآفات) پرمحمول کیا ہے۔اورہم نے جوخلفائے راشدین کے واقعات ذکر کئے ان سے بھی قنوتِ نازلہ کے حکم کا باقی رہنا (اورمنسوخ نہ ہونا) معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ان خلفائے راشدین نے قنوتِ نازلہ حضورﷺ کے بعد پڑھا تھا(اگر یہ منسوخ ہوگیا ہوتا،تو پھرخلفائے راشدین کیوں پڑھتے)اورہم نے جوحضرت ابومالک اورحضرت ابوہریرہ اورحضرت انس اور دیگرصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بعض حدیثیں ذکرکی ہیں (جن میں حضورﷺ کے ایک زمانہ میں پڑھ کر بعد میں چھوڑ دینے کا ذکر ہے)وہ اس کے مخالف نہیں، کیونکہ ان سے معلوم

ہوتا ہے کہ فجر کی نماز میں ہمیشہ (قنوتِ نازلہ) پڑھنا سنت نہیں (اور ان سے ضرورت کے وقت پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی) سوائے ابوحمزہ اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ کی حدیث کے کہ جس میں انہوں نے یہ فرمایا کہ حضورﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد قنوت (نازلہ) نہیں پڑھا، پس اس قنوت کا حادثات کے وقت باقی رہنا ایک غور وفکر طلب مسئلہ ہوگیا، اور اس حدیث نے یہ بات ثابت نہیں کی کہ اس کے بعد کسی حادثہ کے وقت میں قنوت نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ اس حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ اس کے بعد قنوت نہیں پڑھا گیا، پس اجتہاد کا تقاضا یہ ہوا کہ یہ گمان کیا جائے کہ اس کے بعد کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا، جو قنوت کا تقاضا کرتا ہو، لہٰذا قنوتِ نازلہ کا (ضرورت کے وقت) مشروع ہونا باقی رہے گا، اور حضورﷺ کے وصال کے بعد صحابۂ کرام نے بھی قنوت اسی وجہ سے پڑھا تھا۔ اور یا یہ گمان کیا جائے کہ قنوتِ نازلہ کی مشروعیت اس لئے ختم کردی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ مبارک نازل ہوا کہ:

لَیۡسَ لَکَ مِنَ الۡأَمۡرِ شَیۡءٌ آخرتک

''یعنی تمہیں کوئی دخل نہیں، یہاں تک اللہ تعالیٰ ان (کافروں) پر یا تو متوجہ ہو جائیں، یا ان کو کوئی سزا دیں، پس بے شک یہ لوگ ظالم ہیں'' تو رسول اللہﷺ نے قنوتِ نازلہ کو چھوڑ دیا تھا، اور اللہ سبحانہٗ سب سے زیادہ علم والے ہیں (ترجمہ ختم)

اور جب حضورﷺ کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مخصوص حالات میں قنوتِ نازلہ کا پڑھنا ثابت ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ قنوتِ نازلہ کا مخصوص حالات میں پڑھنا منسوخ نہیں ہوا، بلکہ ہمیشہ پڑھتے رہنا اور اسی طرح فجر کے علاوہ دوسری نمازوں میں پڑھنا منسوخ ہوگیا تھا (کذافی اعلاء السنن ج۶ ۱۱۷، احکام القنوت النازلۃ)

اور شیخ شلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِنۡ نَزَلَ بِالۡمُسۡلِمِینَ نَازِلَةٌ قَنَتَ الۡإِمَامُ فِی صَلَاةِ الۡفَجۡرِ وَبِهِ قَالَ الثَّوۡرِیُّ وَأَحۡمَدُ قَالَ الۡحَافِظُ أَبُو جَعۡفَرٍ الطَّحَاوِیُّ إِنَّمَا لَا یَقۡنُتُ عِنۡدَنَا فِی صَلَاةِ الۡفَجۡرِ مِنۡ غَیۡرِ بَلِیَّةٍ فَإِنۡ وَقَعَتۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ بَلِیَّةٌ فَلَا بَأۡسَ بِهِ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ ذَکَرَهُ السَّیِّدُ الشَّرِیفُ صَاحِبُ النَّافِعِ فِی مَجۡمُوعِهِ (حاشیة الشلبی علی هامش تبیین الحقائق، ج۱ ص ۱۷۰، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: اگر مسلمانوں پر کوئی (نعوذ باللہ تعالیٰ) آفت نازل ہو، تو امام فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھے، اور حضرت سفیان ثوری اور امام احمد رحمہما اللہ کا یہی قول ہے، اور امام حافظ ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک فجر کی نماز میں بغیر کسی آفت وبلیہ کے قنوتِ نازلہ نہیں پڑھا جائے گا، اور اگر (نعوذ باللہ تعالیٰ) کوئی فتنہ یا آفت واقع ہو تو پھر قنوتِ نازلہ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، رسول اللہ ﷺ نے (ایسے موقع پر) قنوتِ نازلہ پڑھا تھا، اس کو سید شریف صاحبِ نافع نے اپنے مجموعہ میں ذکر کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار میں یہی تفصیل ذکر فرمائی ہے (ملاحظہ ہو: ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلۃ)

جس کے آخر میں علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية .ومفاده أن قولهم بأن القنوت فى الفجر منسوخ معناه نسخ عموم الحكم لا نسخ أصله كما نبه عليه نوح أفندى (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل،مطلب فى القنوت للنازلة)

ترجمہ: قنوتِ نازلہ ہمارے نزدیک فجر کی نماز کے ساتھ خاص ہے، کسی دوسری جہری اور سری نماز میں نہیں ہے۔ اور مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے فقہاء نے جو یہ فرمایا کہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز میں منسوخ ہوگئی تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ عام حالات میں (جبکہ ضرورت نہ ہو) اس کا حکم منسوخ ہوگیا تھا، یہ مطلب نہیں کہ اصل اور سرے سے ہی (جبکہ ضرورت بھی ہو) حکم منسوخ ہوگیا تھا، علامہ نوح آفندی نے اس کی وضاحت فرمائی ہے (ترجمہ ختم)

نیز علامہ شامی رحمہ اللہ نے البحر الرائق کی شرح میں بھی اس مسئلہ پر مفصل بحث فرمائی ہے (ملاحظہ ہو: منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق، ج ٢ ص ٤٤، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فلا يكون بالنسبة إلى النازلة منسوخاً بل مستمراً .وبه قال جماعة من أهل الحديث، إذ ليس فى الأخبار ما يعارضه (شرح النقاية ، فصل فى الوتر والنوافل)

ترجمہ: قنوت کا حکم، نازلہ کے وقت منسوخ نہیں ہوا، بلکہ باقی ہے، اور محدثین کی جماعت کا

بھی یہی قول ہے،اس لئے کہ احادیث میں کوئی ایسی بات نہیں، جو اس کے خلاف ہو(ترجمہ ختم)

اورعلامہ عبدالحیی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وذهب نفر من الأئمة منهم إبراهيم والثورى فى رواية وأبو حنيفة وأصحابه إلى أن لا قنوت فى شىء من الصلوات إلا فى الوتر وإلا فى نازلة فإنه حينئذ يشرع القنوت فى الفجر (التعليق المُمَجَّد علىٰ موطّأ الإمام محمد، صفحه ۱۴۵، باب القنوت فى الفجر)

ترجمہ: ائمہ کرام کی ایک جماعت جن میں حضرت ابراہیم اور ایک روایت کے مطابق سفیان ثوری، اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک کسی نماز میں قنوت نہیں ہے، سوائے وتر کے، اور سوائے کسی آفت کے وقت کے، کہ اس وقت فجر میں قنوت شریعت سے ثابت ہے(ترجمہ ختم)

اورعلامہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ثم فى عامة كتبنا أن قنوت النازلة فى الفجر فقط ......(وبعد اسطر) **ونقول : إنها فى النازلة لا فى تمام السنة** (العرف الشذى شرح سنن الترمذى،باب ما جاء فى القنوت فى صلاة الفجر)

ترجمہ: اور ہماری عام کتابوں میں قنوتِ نازلہ صرف فجر کی نماز میں ہے،...... (اور چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں) اور ہم کہتے ہیں کہ قنوتِ نازلہ صرف حادثات وبلیات کے وقت ہے، پورے سال نہیں ہے(ترجمہ ختم)

اوراعلاء السنن میں ہے کہ:

ووفق شيخنا بين رواية الطحاوى عن ائمتنا اولاً وبين ماحكى عنه شارح المنية ،ثانيا : بان القنوت فى الفجر لايشرح لمطلق الحرب عندنا، وانما يشرع لبلية شديدة تبلغ بها القلوب الحناجر، والله اعلم، ولولاذلك للزم الصحابة القائلين بالقنوت للنازلة ان يقنتوا ابدا، ولايتركه يوما لعدم خلو المسلمين عن نازلة ما غالبا لاسيما فى زمن الخلفاء الاربعة اهـ.

قلت: وهذاهو الذى يحصل به الجمع بين الاحاديث المختلفة فى الباب ، واما دعوى نسخ القنوت فى الفجر مطلقا، فتردها آثار الصحابة وقنوتهم بعد وفاته ﷺ احيانا (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۱۵، احكام القنوت النازلة)

Idara Ghufran

ترجمہ: اور ہمارے شیخ (حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) نے امام طحاوی کی ہمارے ائمہ سے پہلی روایت میں اور اس روایت میں جس کو شارح منیۃ نے دوسری مرتبہ ذکر کیا ہے، اس طرح موافقت فرمائی (اور ظاہری تعارض کو ختم فرمایا) ہے کہ ہمارے نزدیک فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ ہر جنگ کے وقت شریعت سے ثابت نہیں، بلکہ اس وقت شریعت سے ثابت ہے، جبکہ شدید آفت ہو، جس سے لوگوں کے دل حلق تک پہنچ جائیں، واللہ اعلم۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جو صحابۂ کرام قنوتِ نازلہ کے قائل تھے، وہ ہمیشہ قنوتِ نازلہ پڑھتے، اور کبھی ایک دن بھی اس کو نہ چھوڑتے، کیونکہ مسلمان تو کسی نازلہ (وحادثہ) سے اکثر خالی نہیں رہے، خاص طور سے خلفائے راشدین کے زمانہ میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس تفصیل سے قنوتِ نازلہ کے بارے میں مختلف احادیث کے درمیان جمع واتفاق ہو جاتا ہے (اور کوئی ٹکراؤ نہیں رہتا) اور رہا قنوتِ نازلہ کے فجر کی نماز میں مطلقاً منسوخ ہونے کا دعویٰ تو صحابۂ کرام کے آثار اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد کبھی کبھی قنوتِ نازلہ پڑھنا اس دعوے کی تردید کرتا ہے (ترجمہ ختم) [1]

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ فقہ حنفی کے مطابق جب کوئی غیر معمولی نازلہ وحادثہ ایسا پیش آئے، جس کی

---

[1] اعلاء السنن کی مذکورہ عبارت سے شرح معانی الآثار کی بظاہر دو متعارض عبارتوں کا جواب بھی معلوم ہو گیا۔

چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ :أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَعْقِلٍ، يَقُولُ " :صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْمَغْرِبَ فَقَنَتَ وَدَعَا "فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الْمَغْرِبَ لَا يُقْنَتُ فِيهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ حَرْبٌ ,وَأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ قَنَتَ فِيهَا مِنْ أَجْلِ الْحَرْبِ ,فَقُنُوتُهُ فِي الْفَجْرِ أَيْضًا عِنْدَنَا كَذَلِكَ(شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۴۹۸ باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرھا)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ ,فِي حَالِ حَرْبٍ وَلَا غَيْرِهِ ,قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذَلِكَ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى(شرح معانی الآثار، ،باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرھا)

بظاہر پہلی عبارت میں ''عندالحرب'' قنوت فی الفجر کا جواز اور دوسری عبارت میں ''عندالحرب'' عدمِ جواز ذکر کیا گیا ہے۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ ہر حرب کے وقت مشروع نہیں، بلکہ نازلہ کے وقت مشروع ہے، خواہ وہ حرب کی حالت ہو، یا غیر حرب کی حالت، پہلی عبارت میں ''عندالحرب'' سے ضرورت کے وقت کا اثبات اور دوسری عبارت میں ''عندالحرب وغیرالحرب'' سے عدمِ ضرورت کے وقت کی نفی مراد ہے۔

وجہ سے قنوتِ نازلہ کی ضرورت ہو،تو فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنا جائز ہے۔

(۲)......قنوتِ نازلہ کا نام قنوتِ نازلہ کیوں رکھا گیا؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں دوسرا سوال یہ ہے کہ اس کا نام قنوتِ نازلہ کیوں رکھا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت کے عربی میں کئی معنیٰ آتے ہیں،جن میں سے ایک معنیٰ ’’دعا‘‘ کے ہیں،اور یہاں دعا کے معنیٰ ہی مراد ہیں(کذافی مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ،وباب القنوت)

اور نازلہ کے معنیٰ شدید مصائب کے آتے ہیں،اور قنوتِ نازلہ ایسے ہی حالات میں پڑھنے کا حکم ہے (کذافی تاج العروس، تحت مادۃ ’’نزل‘‘،المحیط فی اللغۃ ، تحت مادۃ ’’نزل‘‘)

اور قنوتِ نازلہ کے معنیٰ ہوئے’’شدید مصائب وحالات کے وقت کی مخصوص دعا‘‘اور کیونکہ قنوتِ نازلہ میں ایسے ہی حالات میں مخصوص دعا کی جاتی ہے،اس لئے اس کا نام قنوتِ نازلہ رکھا گیا(کذافی ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلۃمرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب القنوت،مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب القنوت)

(۳)......قنوتِ نازلہ کب اور کون سی نماز میں پڑھی جاتی ہے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں تیسرا سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ کس وقت اور کونسی نماز میں پڑھی جاتی ہے،اور کیا قنوتِ نازلہ پورے سال ہمیشہ پڑھنی چاہئے یا مخصوص اوقات میں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ ہمیشہ اور بارہ مہینے نہیں پڑھی جاتی، بلکہ مخصوص حالات میں پڑھی جاتی ہے،جبکہ مسلمانوں پر کوئی غیر معمولی آفت ومصیبت آپڑے،مثلاً دشمنوں کی طرف سے چڑھائی ہوجائے، یا مسلمانوں کو قید کرلیا جائے،جس کی وجہ سے مسلمانوں کی جان اور مال کو خطرات لاحق ہوجائیں، یا مسلمانوں میں باہمی اختلاف ونزاع طول پکڑ جائے، یا کوئی قحط وغیرہ آپڑے، یا کوئی وبا پھوٹ پڑے، جیسا کہ پہلے گزر چکا،اور قنوتِ نازلہ صرف فجر کی نماز میں دوسری رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنُ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنُ صَلَاةِ الصُّبحِ قَالَ اللَّهُمَّ أَنجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِى رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ

سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ(نسائی حدیث نمبر ۱۰۷۲، واللفظ لہ،مسند احمد حدیث نمبر ۷۲۶۰، ابنِ ماجۃ حدیث نمبر ۱۲۳۴،السنن الکبری للنسائی،تهذیب الآثار للطبری حدیث نمبر ۲۶۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جب فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھایا تو یہ دعا کی کہ اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزور حضرات کو نجات عطا فرمائیے، اور اے اللہ! اپنی پکڑ کو مضر قبیلہ پر سخت کر دیجئے، اور ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے (زمانہ کے) قحط کی طرح قحط میں مبتلا کر دیجئے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں مستضعفینِ مکہ کے بجائے مستضعفینِ مومنین کا ذکر ہے،اس کے الفاظ یہ ہیں:

اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ (بخاری، حدیث نمبر ۲۷۱۵،باب الدعاء علی المشرکین بالهزیمة والزلزلة)

ترجمہ: اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرمائیے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نماز میں مخصوص مسلمانوں کی حفاظت کی دعا اور ظالم کافروں کی ہلاکت کی بددعا فرمائی تھی، اور اس حدیث میں قنوتِ نازلہ کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کہنے کا ذکر نہیں۔

اور بعض روایات کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا (ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۴۴، کتاب الوتر، باب القنوت فی الصلوات،سنن البیهقی حدیث نمبر ۳۲۲۵،صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۱۹۸۶، باب ذکر الخبر الدال علی أن الحادثة إذا زالت لا یجب علی المرء القنوت حینئذ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی مگران حضرات کے لئے دعا نہیں فرمائی، تو میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے جواب میں فرمایا، کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ وہ (بحفاظت واپس) آچکے ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب وہ حضرات (ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ) واپس آگئے، جن کی حفاظت ونجات کے لئے آپ ﷺ دعا فرما رہے تھے، تو پھر آپ نے ان کے لئے نماز میں دعا نہیں فرمائی، کیونکہ ان کے لئے دعا کی ضرورت ختم ہو چکی تھی (بذل المجهود فی حل ابی داؤد، ج۲

ص ۳۳۵، باب القنوت فی الصلوات)

اور بخاری شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) الْآيَةَ (بخاری، حدیث نمبر ۴۱۹۴ کتاب تفسیر القرآن، باب لیس لک من الأمر شیء)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی کے لئے دعا یا بددعا فرمانا چاہتے ، تو رکوع کے بعد قنوت پڑھا کرتے تھے، پس بعض اوقات جب ''سمع اللہ لمن حمدہ، اللہم ربنا لک الحمد'' کہتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرمایئے ، اور اے اللہ! اپنی پکڑ کو مضر قبیلہ پر سخت کر دیجئے ، اور ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے (زمانہ کے) قحط کی طرح قحط میں مبتلا کر دیجئے۔ یہ دعا بلند آواز سے کیا کرتے تھے، اور کسی دن فجر کی نماز میں یہ بھی دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! فلاں فلاں قبائلِ عرب پر لعنت نازل فرمایئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ آخر تک

یعنی تمہیں کوئی دخل نہیں، یہاں تک اللہ تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جائیں، یا ان کو کوئی سزا دیں، پس بے شک یہ لوگ ظالم ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مخصوص موقع پر نماز میں مخصوص مسلمانوں کی حفاظت کے لئے دعا اور کفار کے خلاف بددعا فرمائی تھی، مگر بعد میں جب آپ کو بددعا فرمانے سے منع کر دیا گیا، تو آپ نے بددعا کو ترک فرمادیا، اور ممکن ہے کہ یہ منع کرنا اس وجہ سے ہو کہ اس وقت وہ نازلہ ختم ہو گیا تھا۔

پس اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ حضور ﷺ نے مخصوص نوازل (آفات وحادثات) کے وقت ہی فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی ہے (اعلاء السنن ج۶ ص ۹۹، اخفاء القنوت فی الوتر والفاظہ وحکم القنوت فی الفجر)

مضر ایک بڑے قبیلہ کا نام تھا، جس کی مختلف شاخیں تھیں (عمدة القاری، کتاب الاذان، باب یھوی بالتکبیر حین یسجد)

مکہ کے مشرکین نے بعض صحابہ کو مکہ میں قید کرلیا تھا، جس کی وجہ سے ان کی جان کو خطرہ تھا، اس لئے آپ ﷺ نے ان کی نجات کے لئے اور ظالم کافروں پر عذاب کے لئے دعا فرمائی تھی (مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب القنوت)

اور حضرت خالد بن ابی عمران سے مرسلاً روایت ہے کہ:

بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَدْعُو عَلَى مُضَرَ إِذْ جَاءَهُ جِبْرِيلُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ ، فَسَكَتَ فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلاَ لَعَّانًا ، وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً ، وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَىْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ، ثُمَّ عَلَّمَهُ هَذَا الْقُنُوتَ :اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ، وَنُؤْمِنُ بِكَ ، وَنَخْضَعُ لَكَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّى وَنَسْجُدُ ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجَدَّ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ. (السنن البيهقى، حديث نمبر ٣٢٦٧ باب دُعَاءِ الْقُنُوتِ، الدعوات الكبير للبيهقى حديث نمبر ٣٦٣، مراسيل ابى داوٗد حديث نمبر ٨٦)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مضر قبیلہ کے خلاف بددعا فرما رہے تھے کہ اچانک جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور نبی ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جائیں، تو نبی ﷺ خاموش ہوگئے، پھر حضرت جبریل نے کہا کہ اے محمد! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو لعن طعن کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ آپ کو رحمت کا ذریعہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اور آپ کو عذاب کا ذریعہ بنا کر مبعوث نہیں فرمایا، تمہیں کوئی دخل نہیں، یہاں تک اللہ تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہوجائیں، یا ان کو کوئی سزا دیں، پس بے شک یہ لوگ ظالم ہیں۔ پھر حضرت جبریل نے حضور ﷺ کو یہ قنوت (جو کہ آج کل عام طور پر وتروں میں پڑھا جاتا ہے) سکھلایا:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ، وَنُؤْمِنُ بِكَ ، وَنَخْضَعُ لَكَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّى وَنَسْجُدُ ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجَدَّ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ .

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! ہم آپ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور آپ سے گناہوں کی

معافی کی درخواست کرتے ہیں، اور آپ پر ایمان لاتے ہیں، اور آپ کی تابعداری اختیار کرتے ہیں، اور جو آپ کا انکار کرتے ہیں، ہم اس سے الگ ہوتے اور اس کو چھوڑتے ہیں، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کی طرف سعی کرتے اور جلدی کرتے ہیں، اور آپ کی رحمت کی امید کرتے ہیں، اور آپ کے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے (ترجمہ ختم)

ممکن ہے کہ آپ ﷺ قبیلۂ مضر کے خلاف یہ جو دعا فرما رہے تھے، یہ اس وقت کی بات ہو، جبکہ وہ نازلہ ختم ہو گیا ہو، اس لئے آپ کو منع کیا گیا، اور آئندہ ہمیشہ کے لیے دعائے قنوت کو وتروں کے لیے مقرر کیا گیا، کیونکہ قنوتِ نازلہ کا حکم عام حالات میں نہیں ہے، بلکہ مخصوص حالات میں ہے، اور وتروں میں دعائے قنوت ہمیشہ کے لیے ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور بخاری شریف ہی کی ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِی صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِکَ بَدْءُ الْقُنُوتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ(صحیح بخاری ،باب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف فجر کی نماز میں ایک مہینہ تک بددعا فرمائی اور یہ قنوت کی ابتداء تھی اور ہم یہ قنوت نہیں پڑھتے ۔عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، کہ دعائے قنوت کے بارے میں کہ کیا وہ رکوع کے بعد ہے یا قرائت سے فارغ ہونے کے وقت ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد نہیں بلکہ قراءت سے فارغ ہونے کے وقت ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابومجلز رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِی صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُولُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (مسلم، حدیث نمبر ۱۵۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں قبیلۂ رعل اور ذکوان کے خلاف دعا کرتے تھے، اور یہ فرماتے تھے کہ قبیلۂ بنوعصیۃ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (ترجمہ ختم)

اور حضرت قتادۃ رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ نَبِیَّ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِی صَلَاةِ الصُّبْحِ یَدْعُو عَلَی أَحْیَاءٍ مِنْ أَحْیَاءِ الْعَرَبِ عَلَی رِعْلٍ وَذَکْوَانَ وَعُصَیَّةَ وَبَنِی لِحْیَانَ (بخاری، بَاب غَزْوَةِ الرَّجِیعِ وَرِعْلٍ وَذَکْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ الخ)

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں عرب کے قبیلوں میں سے بعض قبیلوں پر مثلاً رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنی لحیان پر بددعا فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلی الله علیه وسلم- قَنَتَ شَهْرًا یَدْعُو عَلَی أَحْیَاءٍ مِنْ أَحْیَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَکَهُ (مسلم، حدیث نمبر ۱۵۸۶، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة إذا نزلت بالمسلمین نازلة، سنن نسائی حدیث نمبر ۱۰۷۸، مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۱۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) عرب کے قبیلوں میں سے بعض قبیلوں پر پڑھی، جس میں ان کے خلاف دعا فرمائی، پھر اس کو چھوڑ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اور چھوڑنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ نازلہ وحادثہ ختم ہوگیا تھا (بذل المجهود ج ۲ ص ۳۳۵، باب القنوت فی الصلوات)

اور حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ -صلی الله علیه وسلم- قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَکَهُ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۴۷، کتاب الصلاة، باب القنوت فی الصلوات)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، پھر چھوڑ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عاصم احول رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِینَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَأَیْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ (بخاری، حدیث نمبر ۱۲۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جب قراءِ کرام کی جماعت کو قتل کردیا گیا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس واقعہ سے زیادہ شدید غمگین نہیں دیکھا (ترجمہ ختم)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضورﷺ نے سخت پریشانی اور غمگینی کی حالت میں قنوتِ نازلہ پڑھی تھی۔
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ان سب صحیح روایات سے معلوم ہوا کہ حضورﷺ ہمیشہ قنوتِ نازلہ نہیں پڑھا کرتے تھے، بلکہ مخصوص موقع پر ایک مہینہ کے لئے قنوتِ نازلہ پڑھا تھا (اعلاء السنن ج۶ ص ۹۲، مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب القنوت)

اور حضرت شعبی فرماتے ہیں:

لَمَّا قَنَتَ عَلِیٌّ فِی صَلاَۃِ الصُّبحِ أَنْکَرَ النَّاسُ ذٰلِکَ ، قَالَ :فَقَالَ :إِنَّمَا اسْتَنْصَرْنَا عَلَی عَدُوِّنَا (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۷۰۵۵)

ترجمہ: جب حضرت علی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا، تو لوگوں نے اس پر نکیر کی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے دشمنوں پر (اس قنوت سے دعا کرکے) مدد حاصل کی ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز میں کسی سخت آفت ومصیبت کے وقت پڑھی جائے گی۔

(۴)......قنوتِ نازلہ رکوع میں جانے سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں چوتھا سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ رکوع میں جانے سے پہلے پڑھنی چاہئے یا رکوع سے اٹھنے کے بعد؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ اگرچہ بعض اہلِ علم کے نزدیک فجر کی دوسری رکعت کی قرأت سے فارغ ہوکر رکوع میں جانے سے پہلے بھی پڑھنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ وتروں کی نماز میں دعائے قنوت بھی قرأت سے فارغ ہوکر رکوع میں جانے سے پہلے پڑھی جاتی ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں جانے سے پہلے قیام کی حالت میں پڑھی جائے، کیونکہ اکثر احادیث میں قنوتِ نازلہ کے اسی وقت میں پڑھنے کا ذکر ہے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، منحة الخالق علیٰ ھامش البحر الرائق، ج۲ ص ۴۴، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، فیض الباری شرح البخاری، باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ، اعلاء السنن جلد ۶ صفحہ ۱۱۹، احکام القنوت النازلۃ)

چنانچہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ لأَنَسٍ هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ -صلی الله علیه وسلم -فِی صَلاَةِ الصُّبحِ

قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا (مسلم، حديث نمبر ١٥٧٨، كتاب المساجد، باب استحباب القنوت فى جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة، واللفظ لهٗ، ابوداؤد، حديث نمبر ١٤٤٦، كتاب الوتر، باب القنوت فى الصلوات،نسائى، حديث نمبر ١٠٧٠ ،بَاب الْقُنُوتِ فِى صَلَاةِ الصُّبْحِ ،مسند احمد حديث نمبر ١٢١١٧)

ترجمہ: میں نے حضرت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں پڑھا تھا، رکوع کے کچھ بعد (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابومجلز رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِى صَلاَةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُولُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (مسلم، حديث نمبر ١٥٧٩، كتاب المساجد، باب استحباب القنوت فى جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة، واللفظ لهٗ،مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ٧٠٤٣)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں قبیلۂ رعل، اور ذکوان کے خلاف دعا فرماتے تھے، اور کہتے تھے کہ بنی عصیۃ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

قَنَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ، يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ (مسند احمد حديث نمبر ١٢١٥٠، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ٧٠٥٢)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں عرب کے بعض قبیلوں کے خلاف دعا فرماتے تھے، پھر بعد میں یہ عمل چھوڑ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت حنظلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے:

قنت رسول الله صلى الله عليه و سلم فى الفجر بعد الركوع (مصنف عبدالرزاق ، حديث نمبر ٤٩٦٥ كتاب الصلاة، باب القنوت)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازل) پڑھا تھا (ترجمہ ختم)

حضرت ابوعثمان فرماتے ہیں کہ:

أن عمر ، قنت فی صلاۃ الصبح بعد الرکوع (تھذیب الآثار للطبری حدیث نمبر ۲۶۴۳)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عوام بن حمزہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ أَبَا عُثْمَانَ ، عَنِ الْقُنُوتِ ، فَقَالَ :بَعْدَ الرُّكُوعِ ، فَقُلْت :عَمَّنْ ؟ فَقَالَ : عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمر وَعُثْمَانَ.(مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر ۷۰۸۵)

ترجمہ: میں نے ابوعثمان سے قنوت (نازلہ) کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ رکوع کے بعد ہے، پھر میں نے ان سے کہا کہ کس سے ثابت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکر اور عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے (ترجمہ ختم)

اور امام ابوبکر ابنِ منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثبتت الأخبار عن رسول اللہ ﷺ أنہ قنت بعد الرکوع فی صلاۃ الصبح ، وبہ نقول ، إذا نزلت نازلۃ احتاج الناس من أجلھا إلی القنوت قنت إمامھم بعد الرکوع (الاوسط لابن المنذر، تحت حدیث رقم ۲۶۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے یہ احادیث ثابت ہیں کہ آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب کوئی آفت (ومصیبت) نازل ہو، جس کی وجہ سے لوگ قنوت کے محتاج ہوں، تو ان کا امام رکوع کے بعد قنوت پڑھے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات اور عبارات سے معلوم ہوا کہ راجح یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد پڑھی جائے گی۔

(۵)......کیا قنوتِ نازلہ جماعت کی نماز کے ساتھ خاص ہے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں پانچواں سوال یہ ہے کہ کیا قنوتِ نازلہ جماعت کے ساتھ خاص ہے، یا تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں بھی قنوتِ نازلہ پڑھنی چاہئے، اور خواتین کے لئے قنوتِ نازلہ کا کیا حکم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث سے قنوتِ نازلہ کا جماعت سے پڑھنا ہی ثابت ہے، اس لئے تنہا نماز پڑھنے والے کو قنوتِ نازلہ نہیں پڑھنی چاہئے۔

البتہ قنوتِ نازلہ کی دعا کو ہر شخص نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں پڑھ سکتا ہے، اور خواتین بھی بغیر نماز کے اس دعا کو کرسکتی ہیں (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل)

(۶)......کیا امام کو قنوتِ نازلہ بلند آواز سے پڑھنی چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں چھٹا سوال یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھی جانے کی صورت میں امام کو قنوتِ نازلہ بلند آواز سے پڑھنی چاہئے یا آہستہ آواز سے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ امام کو قنوتِ نازلہ جہری آواز سے پڑھنی چاہئے، جیسا کہ حضور ﷺ سے جہری آواز میں پڑھنا ہی ثابت ہے، البتہ اگر کوئی امام خاموشی سے قنوتِ نازلہ پڑھے، تو بھی گناہ نہیں (اعلاء السنن ج۶ص ۱۱۲، ۱۱۳، اخفاء القنوت فی الوتر والفاظہ وحکم القنوت فی الفجر، وص ۱۲۰، احکام القنوت النازلۃ)

(۷)......قنوتِ نازلہ امام پڑھے یا مقتدی بھی؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں ساتواں سوال یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں قنوتِ نازلہ کیا صرف امام کو پڑھنی چاہئے یا مقتدیوں کو بھی، اگر صرف امام کو پڑھنی چاہئے تو مقتدیوں کو کیا امام کے قنوتِ نازلہ کے دعائیہ کلمات کے جواب میں آمین کہنا چاہئے یا خاموش رہنا چاہئے، اور آمین کہنے کی صورت میں آہستہ آواز سے آمین کہنا چاہئے یا بلند آواز سے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ صرف امام کو پڑھنی چاہئے، نہ کہ مقتدیوں کو، البتہ مقتدیوں کو امام کے دعائیہ کلمات سن کر آمین کہنا چاہئے، احادیث سے اسی طرح ثابت ہے، اور امام کا بلند آواز سے دعا پڑھنا تو ضرورت کی وجہ سے ہے، اور مقتدیوں کو بلند آواز سے آمین کہنے کی ضرورت نہیں، نیز دعا پڑھنے والا امام تو ایک ہی ہوتا ہے، اور آمین کہنے والے افراد کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے، اس لئے انہیں آہستہ آواز سے آمین کہنا چاہئے، البتہ اگر کوئی امام قنوتِ نازلہ خاموشی کے ساتھ پڑھے، اور جہر نہ کرے، تو مقتدیوں کو بھی خاموشی کے ساتھ قنوتِ نازلہ پڑھنی چاہئے۔

(۸)......قنوتِ نازلہ کے لئے تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کا حکم

قنوتِ نازلہ کے بارے میں آٹھواں سوال یہ ہے کہ کیا قنوتِ نازلہ شروع کرنے سے پہلے وتروں کی دعائے قنوت کی طرح تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھانا چاہئے یا نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے (جیسا کہ احادیث کی روشنی میں راجح بھی یہی ہے) تو قنوتِ نازلہ شروع کرنے کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کی ضرورت نہیں۔

اور وتروں میں دعائے قنوت کے لئے جو ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وتروں میں دعائے قنوت قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے ہے، اس لئے یہاں قرأت اور دعا میں ہاتھ اٹھا کر فصل کرنے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کی ضرورت ہے، اور قنوتِ نازلہ جب رکوع کے بعد پڑھی جائے گی، تو اس میں رکوع فصل بن جاتا ہے، اور رکوع سے اٹھنے کی تسمیع تکبیر کے قائم مقام ہو جاتی ہے، اس لئے وہاں ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کی ضرورت نہیں ہوگی (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۲۱، احکام القنوت النازلۃ)

(۹)......قنوتِ نازلہ کے وقت ہاتھوں کی کیا کیفیت ہو؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں نواں سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ پڑھے جانے کے وقت امام اور مقتدیوں کو اپنے ہاتھ آگے باندھ کر رکھنا چاہئے یا چھوڑ کر، یا پھر دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر رکھنا چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ویسے تو قومہ کی حالت کی طرح ہاتھ چھوڑ کر رکھنے کی بھی گنجائش ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ دونوں ہاتھ آگے باندھ کر رکھے جائیں، جس طرح قیام وقرأت کی حالت میں حکم ہے، اور ہاتھوں کو دعا کی طرح اٹھانا مناسب نہیں (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۲۲، ۱۲۳، احکام القنوت النازلۃ ملخصاً، بوادر النوادر ص ۴۷۳، نوے واں نادرہ تحقیق ارسال یا وضع یدین درقنوتِ نازلہ)

(۱۰)......قنوتِ نازلہ سے فارغ ہو کر کیا عمل کرنا چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں دسواں سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ سے فارغ ہو کر سجدہ کی تکبیر کہتے ہوئے امام اور مقتدیوں کو سجدہ میں چلے جانا چاہئے، اس کے علاوہ اور کسی عمل کی ضرورت نہیں (ولیس فی الحدیث بعد القنوت النازلۃ العمل الاضافی)

(۱۱)......قنوتِ نازلہ کتنی مدت تک پڑھنی چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں گیارہواں سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ کتنی مدت تک پڑھنی چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ویسے تو قنوتِ نازلہ کے لئے مدت مقرر نہیں، بلکہ اس کا دارومدار ضرورت پر ہے، لیکن سنت کی اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مہینہ تک پڑھی جائے، جیسا کہ حضور ﷺ سے اتنے ہی مدت تک ثابت ہے (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۱۸، احام القنوت النازلۃ)

Iqra Ghufran

(۱۲)......قنوتِ نازلہ میں شامل مقتدی کے لئے رکعت کا حکم

قنوتِ نازلہ کے بارے میں بارہواں سوال یہ ہے کہ جو مقتدی قنوتِ نازلہ میں آ کر شامل ہو، اس کے حق میں اس رکعت کا ملنا شمار ہوگا یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جو مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے، اس کے حق میں رکعت ملنے کا حکم ہوتا ہے، اب جبکہ قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی، تو اس صورت میں قنوتِ نازلہ میں شریک ہونے والے مقتدی کو یہ رکعت نہیں ملے گی۔

البتہ اگر کوئی امام رکوع سے پہلے قنوتِ نازلہ پڑھے، اور پھر قنوتِ نازلہ میں کوئی مقتدی شریک ہو جائے، بلکہ اس کے بھی بعد رکوع میں شریک ہو جائے تو اس کے حق میں یہ رکعت معتبر ہوگی (وھذا ظاھر)

(۱۲)......قنوتِ نازلہ میں کن دعاؤں کو پڑھنا چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں تیرہواں اور آخری سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ میں کن دعاؤں کو پڑھنا چاہئے؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ جب مسلمانوں کو کوئی غیر معمولی مصیبت و تکلیف (مثلاً طاعون یا اس جیسی دوسری وبا) لاحق ہو، تو قنوتِ نازلہ میں یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ [۱]

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ ، وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَتَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ ، وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَ ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ ، اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ ، اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ

ترجمہ: یااللہ! ہمیں ہدایت دیجیے اُن لوگوں میں جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور عافیت دیجیے ہمیں ان لوگوں میں جن لوگوں کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور کارسازی فرمایئے، ہماری اُن لوگوں میں جن کی آپ نے کارسازی فرمائی، اور برکت عطا فرمایئے ہمیں اُن چیزوں میں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائیں، اور حفاظت فرمایئے ہماری اُن چیزوں کے شَر سے جن کا آپ نے فیصلہ فرمایا، بے شک آپ ہی فیصلہ کرنے والے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، بے شک جس کی آپ مدد فرمائیں، وہ ذلیل نہیں ہوسکتا،

---

[۱] اس دعا کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صبح کی نماز کے قنوت (نازلہ) میں اس دعا کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

آپ بابرکت ہیں، ہمارے رب ہیں، اور بلند وبالا ہیں (السنن الکبریٰ للبیهقی ،حدیث نمبر ۳۲۶۶، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت)

اور اگر دشمنوں کی طرف سے خطرات لاحق ہوں، یا مسلمانوں کو قتل کیا جارہا ہو، یا دشمنوں نے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کررکھا ہو، تو مذکورہ دعا کے ساتھ درجِ ذیل دعا کو بھی پڑھنا چاہئے۔ [۱]

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ، وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ ، اللَّهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ ، وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ ، وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لاَ تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلاَ نَكْفُرُكَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّى وَنَسْجُدُ ، وَلَكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ ، نَخْشَى عَذَابَكَ الْجِدَّ ، وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحَقٌ.

اے اللہ! ہمارے اور مؤمن مَردوں اور عورتوں کے اور مسلمان مَردوں اور عورتوں کے گناہ معاف فرما، اور ان کے دِلوں میں باہمی محبت پیدا فرما، اور اُن کے باہمی تعلقات کو درست فرما، اور ان کی اپنے اور اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد فرما، اے اللہ! اُن اہلِ کتاب کافروں پر لعنت فرما، جو آپ کے راستے سے روکتے ہیں، اور آپ کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اور آپ کے ولیوں کو قتل کرتے ہیں، اے اللہ! اُن کے آپس میں اختلاف پیدا فرما، اور اُن کے قدموں کو اُکھاڑ دے، اور اُن پر اپنا ایسا عذاب نازل فرما، جس کو آپ مجرم قوم سے دُور نہیں فرماتے۔ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! ہم آپ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور آپ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں، اور آپ کی تعریف کرتے ہیں، اور آپ کی ناشکری نہیں کرتے، اور ہم الگ ہوتے ہیں، اور چھوڑتے ہیں اُس

---

[۱] اس دعا کے بارے میں حضرت عبید بن عمیر سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکوع کے بعد ان الفاظ میں قنوت پڑھا۔

شخص کو جو آپ کی نافرمانی کرتا ہے، اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لیے سعی اور جلدی کرتے ہیں، اور آپ کے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں، اور آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو ضرور پہنچنے والا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیهقی ، حدیث نمبر ۳۲۶۸، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت)

بعض روایات میں مذکورہ دعا کے متعلق کچھ تھوڑے بہت الفاظ کا فرق بھی آیا ہے (ملاحظہ ہو: الدعوات الکبیر للبیهقی حدیث نمبر ۳۶۲)

اور بعض تابعین سے بھی کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے (مصنف عبدالرزاق ، حدیث نمبر ۴۹۸۲،وحدیث نمبر ۴۹۸۹ کتاب الصلاۃ، باب القنوت)

اور اگر یہ الفاظ بھی اضافہ کر لئے جائیں تو بہتر ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِين .

اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرمائیے (بخاری، حدیث نمبر ۲۷۱۵ ،باب الدعاء علی المشرکین بالهزیمة والزلزلة)

خلاصۂ کلام

اب تک جو تفصیل ذکر کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ مخصوص حالات میں جبکہ کوئی غیر معمولی حادثہ پیش آ جائے، کا پڑھنا جائز ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ کر امام بلند آواز سے قنوتِ نازلہ کی دعا پڑھے، اور مقتدی اس پر آہستہ آواز سے آمین کہتے رہیں، اور امام اور مقتدی سب اس دوران اپنے ہاتھ سامنے باندھ کر رکھیں (اور ہاتھ چھوڑ کر اور لٹکا کر رکھنا بھی گناہ نہیں) اور قنوتِ نازلہ کی دعا ختم کرنے کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جائیں، اور حسبِ معمول نماز پوری کریں۔

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۷/ ذوالقعدۃ/ ۱۴۳۰ھ 16 / نومبر/ 2009ء، بروز پیر   ادارہ غفران، راولپنڈی

کیا آپ جانتے ہیں؟ ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات وجوابات

۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۷ استمبر ۲۰۰۱ء بعداز جمعۃ المبارک کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات۔

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار حسین ستی صاحب نے اور نظر ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

ناجائز آمدنی کو مسجد میں دینے کی منت ماننا

سوال:......اگر کسی نے اس طرح منت مانی کہ اگر میرے پرائز بانڈ پر دولاکھ روپے کی رقم بطور انعام نکل آئے تو اس میں سے پچاس ہزار روپیہ مسجد کو دے دوں تو کیا یہ رقم نکل آنے کی صورت میں وہ اتنے پیسے مسجد کو دے گا یا یہ پیسے کسی نیک راستے میں خرچ کرے گا؟

جواب:......سب سے پہلے تو سمجھ لینا چاہئے کہ عام مروّجہ پرائز بانڈ پر انعام کے نام پر ملنے والی رقم جائز نہیں، بلکہ حرام ہے، اور اس کی منت ماننا بھی جائز نہیں۔

اس لئے آپ کا سوال مکمل نہیں ہے، اس میں ایک بات رہ گئی ہے کہ اس نے جس کمائی کے بارے میں یہ کہا ہو وہ کمائی جائز ہو اور جس عمل کو یہ چاہ رہا ہو وہ عمل بھی جائز ہو مثلاً یوں کہے کہ اگر میری شادی ہوجائے؛ یا میرا نکاح ہوجائے؛ میرا کاروبار شروع ہوجائے؛ مجھے ملازمت مل جائے؛ میرے بیٹا ہوجائے؛ میری بیٹی ہوجائے؛ تو میں مسجد کو اتنا دوں گا یہ تو ٹھیک بات ہے، لیکن اگر کوئی کہے میرا فلاں گناہ کا کام ہو یا میری حرام ملازمت لگ جائے تو میں اس ملازمت میں سے اتنے پیسے دوں گا یہ ناجائز ہے، پرائز بانڈ کی انعامی رقم حرام ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا یا مسجد میں دینا جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر بذاتِ خود وہ آمدنی جائز ہوتی تو پھر مسجد کے بارے میں یہ کہنا یا دینا جائز ہوتا۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مسجد کا تعاون کرنا جائز بلکہ کارِ خیر ہے، اس کی منت ماننا بھی جائز ہے لیکن پرائز

بانڈ کی رقم جو ہے وہ جائز نہیں ہے اس کا نام اگر چہ انعام رکھ دیا گیا ہے، لیکن وہ شرعاً انعام نہیں ہے، یہ ان لوگوں کا اپنا اختراع ہے، اور کسی کو شریعت سازی کا اختیار نہیں، اور شریعت نے خود بتلا دیا کس چیز کو انعام کہا جاتا ہے کس چیز کو نہیں، لہٰذا شریعت کے مقابلہ میں کسی کو اختراع کی اجازت نہیں۔

پرائز بانڈ کی شرعی حیثیت

اور پرائز بانڈ کے بارے میں عام طور پر لوگوں کو شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ یہ کیوں ناجائز ہے، اس لئے اس کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ سرکاری پرائز بانڈ جب کوئی لیتا ہے تو وہ حکومت کو قرض دے دیتا ہے حکومت پرائز بانڈ کی شکل میں اس قرض کے لئے سند جاری کرتی ہے کہ آپ کی اتنی رقم ہمارے پاس محفوظ ہے، بذاتِ خود پرائز بانڈ رقم نہیں ہے، مال نہیں ہے، وہ مال کی سند اور رسید ہے، تو جس نے وہ پرائز بانڈ لے لیا، چاہے براہِ راست بنک سے لے لیا ہو، یا کسی پرائیویٹ طریقہ سے لیا ہو، جس کے پاس بھی آئے گا، اس کی طرف وہ حکومت کا قرض منتقل ہوتا چلا جائے گا، تو گویا کہ پرائز بانڈ لینے والے کا اتنا قرض حکومت کے پاس جمع ہے، اور حکومت نے اس قرض کی رسید اور سند جاری کردی ہے اور قرض کے بارے میں قاعدہ ہے:

”کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبیٰ“

”کہ جو قرض نفع کو کھینچے وہ سود ہے“

یہاں تک کہ آپ نے کسی کو قرض دیا اور اس کی وجہ سے آپ قرض لینے والے سے کہتے ہیں کہ جناب آپ کی مجھے گاڑی چاہئے، میں نے فلاں جگہ جانا ہے یا کام کرنا ہے، لیکن پہلے سے آپ کا معمول نہیں تھا اُن سے گاڑی لینے کا، قرض دینے کے بعد آپ نے گاڑی مانگی، جس کی وجہ سے وہ دینے پر مجبور ہو گیا کہ اس کا میرے اوپر احسان ہے، اور آپ کو بھی لینے کی جرأت ہوگئی تو یہ سود میں داخل ہو جائے گا، اور اگر معاوضہ پر گاڑی لی، لیکن قرض کی وجہ سے معاوضہ کم کیا گیا، تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ بھی قرض سے نفع اٹھانا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کسی سے اپنا قرض واپس لینے کے لئے گئے، اور جس سے قرض لینا تھا اس مقروض کی دیوار کے سائے میں کھڑے ہوگئے، پھر خیال آیا کہ اس کی دیوار سے میں نے فائدہ حاصل کر لیا، آپ نے اس کی وجہ سے وہ قرض معاف کر دیا۔

اور جو لوگ کہتے ہیں یہ پرائز بانڈ قرض نہیں ہے، ہم تو اسے خرید وفروخت سمجھتے ہیں، ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ شریعت اِس عمل کو خرید وفروخت نہیں کہتی بلکہ شریعت اِسے قرض کہتی ہے اب جو اس پر نفع مل رہا ہے وہ سود ہے۔

اور اگر اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ انعام تو کسی کارنامہ پر ہی ہوا کرتا ہے، مگر پرائز بانڈ کا یہ انعام کسی اچھے کارنامہ پر مبنی نہیں، کہ مثلاً جو دس رکعتیں پڑھے گا اس کو پرائز بانڈ پر یہ انعام ملے گا، یا جو فلاں نیک کام کرے گا اس کا پرائز بانڈ نکلے گا، بلکہ ایک کافر نے اگر پرائز بانڈ لے رکھا ہے، ممکن ہے اس کا نکل جائے مسلمان کا نہ نکلے؛ ایک فاسق فاجر کا نکل جائے؛ دیندار کا نہ نکلے؛ ایک کروڑ پتی کا نکل جائے؛ غریب کا نہ نکلے؛ تو یہ کسی ایسی بنیاد پر مبنی نہیں ہے، جس کو شریعت نے عمل کہا ہو، بلکہ ایک ہوائی چیز ہے، اور اس چیز کو جوا کہا جاتا ہے۔

جیسے تاش لیکر بیٹھ گئے؛ اب انہیں الٹ پلٹ کر رہے ہیں؛ پتہ نہیں ملکہ (Queen) کس کے پاس گئی؛ بادشاہ (King) کس کے پاس گیا شہزادی کس کے پاس گئی؟ پان کا پتا کدھر گیا؟ یہ کسی کو نہیں پتہ انہیں الٹا کرکے آگے پیچھے کردیا اندھا سا کھیل ہے۔

اس کے بعد پھر نمبر جوڑ رہے ہیں ملا رہے ہیں کہ مثلاً شہزادی سے شہزادہ مل گیا، شادی ہوگئی، پان جو ہے چھالیا سے مل گیا، تو پان تیار ہوگیا وغیرہ وغیرہ، اس طرح کا پان تیار ہوگیا۔

اسی طرح پرائز بانڈ کا کھیل بھی اندھا ہے، جو کہ جوا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حکومت بانڈ کے پیسوں سے کاروبار کرتی ہے، اور اس سے حاصل شدہ نفع کو لوگوں میں تقسیم کرتی ہے، اس لئے یہ جائز ہوا، مگر یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ کاروبار میں تو نقصان بھی ہوسکتا ہے۔

اگر حکومت کہے کہ ہم اس پیسے سے کاروبار کر رہے ہیں، کاروبار میں نقصان بھی ہوتا ہے، ممکن ہے دس کے پانچ رہ جائیں، ممکن ہے دس کے نو رہ جائیں، تو کوئی بھی پرائز بانڈ نہیں لے گا، اس شرط پر لینے پر راضی ہیں کہ میری اتنی رقم تو آپ کے پاس محفوظ ہی ہے، اور اس کا نام قرض ہے، اور دوسرے بات یہ ہے کہ حکومت عموماً جو رقم بینکوں سے لوگوں کو کاروبار کے لئے دیتی ہے، وہ تجارتی سود کے طور پر دیتی ہے۔

پھر اوپر سے ہر شخص لالچ میں ہے کہ میرا پرائز بانڈ نکل جائے نہ نکلے تو مایوسی ہوتی ہے نکل جائے تو خوشی ہوتی ہے، تو اس طرح سے جوا ہے تو یہ جوا اور سود کا مجموعہ ہے۔

چاہے کوئی مسجد میں بھی نہ لگائے، اپنے ہی اوپر لگائے، اپنے کاروبار پر لگائے، تب بھی ناجائز ہے۔

اور نعوذ باللہ بعض لوگ تو یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ حرام کماتے ہیں اور نیکی میں خرچ کر کے سمجھتے ہیں کہ یہ کفارہ ہو گیا کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جو حرام کما رہے ہیں اور ہر سال عمرہ کر آتے ہیں کہ ہمارا سارا مال پاک ہو گیا مسجدیں بھی بنوا رہے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں آ گیا کہ:

لَایَقْبَلُ اللّٰہُ صَدَقَۃً بِغَلُوْلٍ

اللہ تعالیٰ چوری کے دھوکے کے مال سے صدقہ قبول نہیں کرتے اللہ تعالیٰ مال حرام سے صدقہ قبول نہیں کرتے۔

کیونکہ جب کوئی صدقہ دیتا ہے تو پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتا ہے، تو حرام کیلئے اللہ تعالیٰ ہاتھ آگے نہیں بڑھاتے، یعنی اس کو قبول نہیں کرتے۔

بلکہ فقہاء نے یہاں تک فرما دیا کہ اگر کوئی حرام مال کو حلال سمجھ کر بسم اللہ پڑھتا ہے، تاکہ اس میں برکت ہو، تو وہ کافر ہو جاتا ہے، اس لئے کہ حرام کو حلال سمجھ لیا۔

آج کل بہت سے لوگ گناہ کے کام کے افتتاح پر قرآن پڑھواتے ہیں، میں تو بتا دیتا ہوں کہ جناب تم گناہ کر رہے ہو، مثلاً یہ کہ تم پرائز بانڈ کی دوکان کھول رہے ہو یا تم کوئی اور گناہ کر رہے ہو اور اس کے لئے قرآن خوانی کرا رہے ہو، تمہیں شرم نہیں آتی، اللہ کے کلام سے آغاز ہوگا، سینما گھر کا افتتاح ہوگا، یہ کیبل سسٹم چل گیا ہے، اس کے دفتروں کے آغاز ہو رہے ہیں، وہاں بھی بعض لوگ مدرسے کے بچے بلواتے ہیں، اللہ کا کلام پڑھا جا رہا ہے، اللہ کا کلام کہہ رہا ہے کہ فلاں فلاں لوگوں پر لعنت ہوتی ہے، وہاں بیٹھ کر بچے لعنت کر رہے ہیں، اس دوکاندر پر، تو بتائیے کتنی بڑی محرومی کی بات ہے؟

بہرحال یہ مروجہ پرائز بانڈ لینا جائز نہیں۔

اگر کسی نے غلطی سے لے لئے تھے، اور پتہ نہیں تھا، اور اب پتہ چل گیا، اور پتہ چلانا چاہئے، یہ نہیں کہ آج اتفاق سے کوئی میرے بیان میں بیٹھ گیا ہو، اور سوچ رہا ہو کہ جناب آج پتہ چل گیا اور آج پھنس ہی گئے، اگر آج نہ بیٹھتے تو پھنستے ہی نہ، آج بیٹھ گئے تو پھنس ہی گئے، یہ نہ سمجھئے پھنسے ہوئے پہلے سے تھے، آج تو جو پہلے سے پھنسے ہوئے تھے۔ اس سے نکلنے کا راستہ پتہ چل جائے گا۔

اگر نہ بیٹھتے تو پھنسے ہی رہتے، اور ایسے پھنستے؛ ایسے پھنستے کہ جس طرح مچھلی پکڑنے والا شکاری کہ وہ مچھلی

ذرا سا نکا مارتی ہے، فوراً انہیں جھٹکا لگاتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے، تاکہ تھوڑا حلق میں چلا جائے، پھر اچھے طریقہ سے پھنس جائے، اسی طرح گڈی اڑانے والے جب پیچا لڑاتے ہیں، تو پہلے ڈھیل دیتے ہیں، پھر کاٹتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح سے ڈھیل دیتے ہیں کہ چلتا رہے کہاں تک چلتا ہے؟ ہم نے بھی تیرے لیے موت کا جال تیار کر رکھا ہے، جب موت آئے گی، تو اس وقت پھنسے گا صحیح طرح سے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ علم ہو جائے، یہ بھی عبادت ہے، یہ ایک راستہ ہے بچنے کا؛ اور دوسری چیز یہ ہے کہ کبھی نہ کبھی بچ جائے گا۔

غرضیکہ اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ناجائز طریقے پر اس طرح کے انعامات حاصل کر لئے تھے، تو اگر اس کے پاس وہی رقم محفوظ ہو، تو وہ ساری کی ساری بغیر ثواب کی نیت کے غریبوں کو دے دے، ثواب کی نیت نہ کرے، بلکہ گناہ سے بچنے کی نیت کرے، بلکہ اپنے آپ کو نقصان سے بچانے کی نیت کرے، اور یہ رقم غریب کے لئے جائز ہے، جیسے زکوٰۃ کا مال امیر کے لئے حرام ہے، غریب کیلئے حلال ہے، اور اگر وہ پیسے خرچ کر لئے تھے، تو اپنے پاس سے غریبوں کو دے دے، اگر کسی کو اکٹھی توفیق نہ ہو سکے تو تھوڑی تھوڑی کر کے نکال کر دیتا رہے، نیت رکھے کہ یہ جو حرام آ چکا تھا، اس سے بچتا ہوں، تھوڑا تھوڑا کر کے دیتا رہے اور حساب رکھے۔

زکاۃ وصدقہ کے فضائل واحکام

قرآن وسنت کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت

زکاۃ وصدقات کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں

زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت، کرنسی کی زکاۃ، سائمہ جانوروں کی زکاۃ

عُشر اور زکاۃِ فطر کے مفصل ومدلّل احکام، اور مروجہ منکرات

صدقاتِ واجبہ اور نافلہ کے احکام اور آداب ومنکرات

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیۡ ذَالِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُوۡلِی الۡاَ بۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت لوط علیہ السلام (قسط۴)

قومِ لوط کے اس خبیث فعل میں ملوث ہونے کی ابتداء

مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق قومِ لوط کے اس خبیث میں مبتلاء ہونے کا ایک عجیب واقعہ ہوا تھا کہ قومِ لوط میں ایک برائی یہ بھی تھی کہ یہ مہمان نواز بالکل نہ تھی، اور کسی مہمان کی خدمت نہ کرتی تھی، اوران کے پھلوں کے کچھ باغات ان کے گھروں میں تھے، اور کچھ پھلوں کے باغات راستے کے اوپر تھے، ایک مرتبہ ان پر سخت قحط سالی آئی، توان میں سے بعض نے بعض کو یہ تجویز دی اگرتم اپنے راستے والے باغات کے پھلوں کومسافروں وغیرہ سے بچالوتو اس میں تمہاری دنیاوی معاش کا انتظام ہوجائے گا، تو انہوں نے کہا کہ ہم گزرنے والے مسافروں کوکس طرح منع کریں؟

تو تجویز دینے والوں نے کہا کہ تم ایسا کرو کہ ایسا طریقہ اختیار کرو کہ جوبھی اس راستے سے انجان مسافر گزرے تم اس کو پکڑ کر قید کرڈالواوراس سے نکاح کرو، اوراس کو زمین پر گھسیٹو، اس کی وجہ سے تمہارے علاقوں میں کوئی نیا بندہ نہیں آئے گا۔

پس ابلیس (شیطان) اس راستے پر ایک خوبصورت بچے کی شکل میں آیا، تو انہوں نے حسبِ تجویز اس کے ساتھ وہ سب کچھ کیا، جس کا اوپر ذکر ہوا، اُس (ابلیس نے خود ان کو اپنے ساتھ ایسا کرنے کی طرف مائل وراغب کیا)

چنانچہ وہ لوگ اس برے فعل میں ملوث ہوئے، پھر ابلیس چلا گیا، پس اس کے بعد انہوں نے ہر آنے والے مسافر کے ساتھ یہی سلوک کرنا شروع کردیا، اوراس فعلِ بد میں ایسے مبتلا ہوئے، جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ [1]

---

[1] قال وهب وذكر عبد الله بن عباس أن الذى حملهم على إتيان الرجال دون النساء أنهم كانت لهم بساتين وثمار فى منازلهم وبساتين وثمار خارجة على ظهر الطريق وأنهم أصابهم قحط شديد وجوع فقال بعضهم لبعض إن منعتم ثماركم هذه الظاهرة من أبناء السبيل كان لكم فيها معاش فقالوا كيف نمنعها فأقبل بعضهم على بعض فقالوا اجعلوا سنتكم فيها من وجدتموه فى بلادكم غريبا لاَ تعرفوه فاسلبوه وانكحوه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

ابنِ ابی الدنیا کی روایت کے مطابق قومِ لوط کے اس خبیث فعل میں ملوث ہونے کی ابتداء اس سے ہوئی کہ پہلے یہی حرکت انہوں نے عورتوں کے ساتھ شروع کی، اوراس کے بعد نوعمر لڑکوں کے ساتھ بھی یہ عمل شروع کردیا۔ [۱]

اورمفسرین کے بیان کے مطابق پہلے انہوں نے دوسرے شہر سے آنے والوں کے ساتھ اس خبیث اور برے فعل کی ابتداء کی، مگر جب اس مرض نے جڑ پکڑ لی، تو پھر یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مبتلا ہوگئے۔

پہلے پہل تو یہ لوگ اس خبیث فعل کا ارتکاب صرف نوعمر لڑکوں کے ساتھ ہی کرتے تھے، لیکن جب ان کی عادت پختہ ہوئی، تو پھر ان سے چھوٹے بڑے کی تمیز ختم ہوگئی، جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ جگہ جگہ بیان کرتے ہوئے ''الرجال'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یہاں عمر کی کوئی قید نہ تھی۔

اورعلماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ مرض ان میں پھیل گیا تو عام طور پر ایک دوسرے کے ساتھ مبتلا ہوگئے، اورحیا کی چادر ایسی تارتار ہوئی کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں، مجمع کے سامنے بھی اس لعنت میں مبتلا ہوتے انہیں شرم نہیں آتی تھی۔ [۲]

اورقرآن مجید کے مطابق یہ لوگ اس غیر فطری اور خبیث فعل میں اس حد تک غرق ہوگئے کہ اپنے اس عمل کے خلاف ایک لفظ سننے پر آمادہ نہ ہوتے تھے، اور نہ اسے برداشت کرتے تھے، بلکہ ان کو جو نصیحت کرتا

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واسحبوه فإن الناس لاَ يطأون بلادكم إذا فعلتم ذلك فجاء هم إبليس على تلك الجبال فى هيئة صبى وضىء أحلى صبى رآه الناس وأوسمه فعمدوه فنكحوه وسلبوه وسحبوه ثم ذهب فكان لاَ يأتيهم من الناس إلا فعلوا به فكان تلك سنتهم حتى بعث الله إليهم لوطا فنهاهم لوط عن ذلك وحذرهم العذاب واعتذر إليهم فقال يا قوم إنكم لتأتون الفاحشة ما سبقكم بها من أحد من العالمين ثم ذكر باقى الحديث عَنِ ابْنِ عباس (مستدرک حاکم حديث نمبر ۴۰۵۸)

[۱] جاء من رواية ابن أبى الدنيا عن طاوس أن قوم لوط إنما أتوا أولاً النساء فى أدبارهن ثم أتوا الرجال (تفسير الآلوسى تحت آيت ۸۰ من سورة الاعراف)

[۲] إنهم كانوا يتضارطون فى مجالسهم ولا يستحيون من مجالسهم وربما وقع منهم الفعلة العظيمة فى المحافل ولا يستنكفون ولا يرعوون لوعظ واعظ ولا نصيحة من عاقل وكانوا فى ذلك وغيره كالانعام بل أضل سبيلا ولم يقلعوا عما كانوا عليه فى الحاضر ولا ندموا على ما سلف من الماضى ولا راموا فى المستقبل تحويلا فأخذهم الله أخذا وبيلا (البداية والنهاية ج ۱ ص ۲۰۶)

اس پر طنز کرتے، جیسا کہ آگے آئے گا کہ حضرت لوط علیہ السلام نے جب ان کونصیحت کی اور ان کوشرم دلائی کہ تم انسانیت کی سرحد سے آگے بڑھ چکے ہو، تو قوم کے افراد نے ان کو یہ جواب دیا کہ تم ہمارا علاقہ چھوڑ کر یہاں سے نکل جاؤ، ہم ناپاکوں میں تم جیسے پاک لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور مفسرین کے مطابق جس طرح قومِ لوط کے مرد اس خبیث فعل میں مبتلا تھے، اسی طرح ان کی عورتیں بھی ''سُحق'' کے گناہِ کبیرہ میں مبتلا تھیں، یعنی مرد ناجائز طور پر اپنی جنسی خواہش عام طور پر مَردوں سے پوری کرتے تھے، اور عورتیں اپنی جنسی تسکین عورتوں سے حاصل کرتی تھیں۔ [۱] (جاری ہے......)

---

[۱] وذکر المفسرون أن الرجال کانوا قد استغنی بعضهم ببعض، وکذلک نساؤهم کن قد استغنی بعضهن ببعض أیضًا. (تفسیر ابنِ کثیر تحت آیت ۸۰ من سورة الاعراف)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۴ ''املوک (PERSIMMON)''﴾

اس لئے معدے سے نیچے اترتے ہی ہضم ہوجاتا ہے، بلکہ یہ غذا کو بھی ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے، املوک پیٹ پھولنے کے مرض میں بھی مفید ہے یہ پیٹ کی گیس کوختم کرتا ہے، املوک دل اور جگر کوطاقت دیتا ہے، مفرح ہے، طبیعت میں بشاشت پیدا کرتا ہے۔

ایک املوک میں اوسطاً 118 حرارے پائے جاتے ہیں، اس لحاظ سے املوک ایک مقوی پھل ہے، یہ صالح خون پیدا کرتا ہے، ہیموگلوبن (خون کے سرخ ذرات کی کمی) کو دور کرتا ہے، مصفی خون ہونے کی وجہ سے خون کوصاف کرتا ہے، جلد کونکھارتا اور خوبصورت بناتا ہے، یہ مادہ منویہ کو گاڑھا کرتا ہے، اس کا ملک شیک بھی تیار کیا جاتا ہے، جو کہ وٹامنز سے بھرپور ہوتا ہے اور آپ کی صحت کے لئے بہت ہی مفید ہے، املوک کو بھی دوسرے پھلوں کی طرح پکا ہی استعمال کرنا چاہئے، کیونکہ کچا پھل مضر ہوسکتا ہے، اسکو چھیل کر کھانا چاہئے، کیونکہ اس کا چھلکا معدہ میں سدے پیدا کرتا ہے۔ املوک کو میٹھا ہونے کے باوجود شوگر کے مریض بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام

''ماہِ ذی الحجہ'' سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات، ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے فضائل ومسائل، عقیقہ کے فضائل ومسائل، ماہِ ذی الحجہ سے متعلق منکرات وبدعات

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

طب وصحت

حکیم محمد فیضان

املوک (PERSIMMON)

املوک موسم خزاں، یعنی جاڑوں کی آمد سے پہلے اکتوبر کے مہینہ میں پکتا ہے اور بازار میں آجاتا ہے۔

یہ پردیسی پھل ہے، اور سب سے زیادہ جاپان میں پیدا ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلے ۱۹۲۰ء میں وادی کلر میں کاشت کیا گیا، اور اب یہ پھل پاکستان میں خوب ہونے لگا ہے، یہ تین ہزار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر کاشت کیا جانے والا بڑا ذائقہ دار اور مفید پھل ہے، اس کو ہر عمر کے لوگ ستعمال کر سکتے ہیں، یہ پسندیدہ خوش ذائقہ اور لذیذ پھل ہے، اس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، اس کی ایک قسم کو جاپان میں فُویُو کہا جاتا ہے اور یہ چپٹا املوک ہوتا ہے۔

املوک کو جاپانی پھل بھی کہا جاتا ہے، انگریزی میں اس کو پرسیمن (PERSIMMON) کہتے ہیں۔

املوک کا مزاج سرد و تر تسلیم کیا جاتا ہے۔

املوک غذائی اجزا کا بھرپور خزانہ ہے، اس کے اجزاء میں راکھ، لحمی اجزا نشاستہ، اور حیاتین (وٹامنز) اے بی، سی، ڈی، ایچ وغیرہ کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے، اس کے علاوہ دیگر اہم اجزاء بھی اس سے فراہم ہوتے ہیں، اس میں ریشہ، حیاتین الف (وٹامن اے) یا بیٹا کیروٹین اور حیاتین ج (وٹامن سی) اور حیاتین ب (وٹامن بی) نشاستہ، کیلشیم، فولاد، اور پوٹاشیم بھی پایا جاتا ہے، جن لوگوں کے مسوڑھے پلپلے اور خراب ہوں مسوڑھوں سے خون آتا ہو، اور ان کو وٹامن سی کی گولیاں استعمال کرائی جاتی ہوں ان کو اس پھل کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے مسوڑھوں کے علاوہ دانت بھی مضبوط ہو جاتے ہیں۔

موسم خزاں کے بعد سردی کے موسم میں انسانی جسم پر بیماریاں حملہ آور ہوتی ہیں، املوک بھی دوسرے موسمی پھلوں کی طرح اعصابی توانائی کے لئے مفید اور کارآمد ہوتا ہے، اسے کھا کر آپ سردیوں کا مقابلہ آسانی سے کر سکتے ہیں، کیوں کہ یہ پھل بیماریوں کے خلاف آپ کی قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے۔

املوک قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے، جن لوگوں کی آنتیں کمزور ہوں ان کو املوک ضرور کھانا چاہئے کیونکہ وہ املوک کھا کر اپنی آنتوں کو مضبوط بنا سکتے ہیں، یہ آنتوں کو نرم بھی کرتا ہے اور زود ہضم ہے۔

﴿بقیہ صفحہ ۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□...... جمعۃ المبارک ۱۰/۳/ ۱۷/ ۲۴ ذیقعدہ کو متعلقہ مساجد میں وعظ و مسائل کی نشستیں حسب معمول منعقد ہوئیں۔

□...... ۲۶/ شوال جمعہ کا دن گزر کر بعد مغرب مسجد غفران میں سالانہ حج کورس کا آغاز ہوا جو ایک ہفتہ جاری رہا، جمعرات ۲ ذیقعدہ بعد مغرب کورس کی آخری کلاس کے بعد دعاء کے ساتھ اختتام پذیر ہوا، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم اور حضرت کی نیابت میں مفتی محمد یونس صاحب زید مجدہٗ کے دروس ہوئے، مرد اور خواتین کے لئے الگ الگ نشستوں کا اہتمام تھا۔

□...... ۲۹/ شوال سوموار مفتی محمد یونس صاحب اور جناب حکیم فیضان صاحب کا ایک ضرورت سے پنڈی گھیب مفتی محمد یونس صاحب کے گاؤں جانا ہوا، شام کو واپسی ہوئی۔

□...... ۲/ ذیقعدہ جمعرات بعد ظہر نئے تعلیمی سال میں طلباء کرام کی بزم ادب کا آغاز ہوا، ۱۶/ ۲۳ ذیقعدہ کو بھی بزم ادب ہوئی۔

□...... ۸/ ذیقعدہ بدھ، بندہ امجد مع اہل خانہ اپنے برادر نسبتی قاری حسین احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی میں شرکت کے لئے مانسہرہ گیا، جمعرات ۹/ ذیقعدہ کو واپسی ہوئی۔

□...... ۱۲ ذیقعدہ اتوار بعد عصر ہفتہ وار مجلس ملفوظات کا نئے تعلیمی سال میں آغاز ہوا، ۱۹ ذیقعدہ کو بھی بعد عصر یہ مجلس ہوئی، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم اس مجلس میں بزرگانِ دین کے ملفوظات و تعلیمات کا درس دیتے ہیں

□...... ۱۳/ ذیقعدہ سوموار، عصر سے قبل بندہ امجد مولوی ناصر صاحب کے ہمراہ ان کے بہنوئی کی دکان کے افتتاح کے سلسلہ میں دعائے خیر وبرکت کے لئے دکان پر گیا۔

□...... ۱۷/ ذیقعدہ جمعہ بعد مغرب مولوی طلحہ مدثر صاحب (رفیقِ ادارہ) کی نسبتِ عقد جناب فرقان صاحب کی برخوردار یہ (حضرت مدیر کی بھتیجی) سے طے ہوئی۔

□...... ۱۹/ ذیقعدہ اتوار بندہ امجد نیو کٹاریاں کے قریب مدرسۃ البنات کی تاسیس وافتتاح کی تقریب میں جناب عمران صاحب کی دعوت پر حاضر ہوا اور علم دین کی ضرورت اور فرض عین وفرض کفایہ علم کے متعلق بیان کیا۔

□...... ۲۳/ ذیقعدہ بروز جمعرات حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم اسلام آباد تشریف لے گئے تھے، ظہر کو واپسی ہوئی۔

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

18 اکتوبر 2009ء بمطابق 28 شوال 1430ھ : پاکستان: جنوبی وزیرستان آپریشن میں 4 اہلکاروں سمیت 19 جاں بحق ۔ پاکستان: بلدیاتی اداروں کی مدت میں خود بخود توسیع ہوگئی، صدر کی منظوری ضروری نہیں، ترجمان 31 دسمبر کے بعد معاملہ دوبارہ صوبوں کے پاس چلا جائے گا **19 / اکتوبر** : پاکستان: جنوبی وزیرستان، آپریشن میں متعدد علاقے کلیئر 60 عسکریت پسند 5 اہلکار جاں بحق ۔ پاکستان: ملک بھر میں وفاقی، فوجی، نجی تعلیمی ادارے بند، جی ایچ کیو کے اطراف سرچ آپریشن **21 / اکتوبر**: پاکستان: اسلام آباد اسلامی یونیورسٹی میں 2 خودکش بم دھماکے، 8 افراد جاں بحق **22 / اکتوبر** : پاکستان: حکیم اللہ اور قاری حسین کے گھر مسمار 15 عسکریت پسند 4 اہلکار جاں بحق **23 / اکتوبر** : پاکستان: اسلام آباد حاضر سروس بریگیڈیئر ڈرائیور سمیت قتل، محافظ زخمی **24 / اکتوبر** : پاکستان: اٹک پشاور مہمند خودکش بم دھماکے 27 جاں بحق **25 / اکتوبر**: پاکستان: حکیم اللہ کے گاؤں پر فوج کا قبضہ قومی پرچم لہرا دیا **26 / اکتوبر**: پاکستان: زرداری نواز ملاقات پیش رفت نہ ہوسکی **27 / اکتوبر**: پاکستان: بلوچستان وزیر تعلیم و پی پی رہنما قاتلانہ حملے میں جاں بحق **28 / اکتوبر** : پاکستان: صدر زرداری اختیارات میں کمی پر رضامند **29 / اکتوبر** : پاکستان: پشاور خوفناک دھماکے میں 101 افراد جاں بحق، 200 سے زائد زخمی **30 / اکتوبر** : پاکستان: دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی بھرپور مدد کریں گے، امریکا **31 / اکتوبر** : پاکستان: پاکستانی سلامتی کا احترام اپنی جگہ، دہشت گرد جہاں ہونگے نشانہ بنایا جائے گا، امریکا ۔ پاکستان: عتیق الرحمان اغواء کیس پرویز مشرف مفرور قرار جائیداد ضبط کرنے کا عدالتی حکم **یکم نومبر**: پاکستان: فورسز مکین میں داخل، سراروغہ کا محاصرہ، 33 عسکریت پسند جاں بحق **2 نومبر**: پاکستان: آپریشن راہِ نجات کا پہلا مرحلہ کامیابی سے مکمل 207 عسکریت پسند اور 26 فوجی جوان جاں بحق **3 نومبر**: پاکستان: این آر او پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ اپوزیشن مخالفت میں متحد **4 نومبر** : پاکستان: این آر او کا فیصلہ عدالت پر چھوڑتے ہیں، وزیر اعظم ۔ پاکستان: مسافر ٹرین کھڑی مال گاڑی سے ٹکرا گئی، 20 افراد جاں بحق 60 زخمی **5 نومبر**: پاکستان: وفاقی کابینہ، گیس لوڈ مینجمنٹ پلان منظور نئے کنکشن اور منصوبوں پر پابندی **6 نومبر**: پاکستان: لدھا قلعہ شانگلہ شاشاک اور بنگل خیل کے علاقے کلیئر 28 عسکریت پسند 5 فوجی جاں بحق ۔ پاکستان: گلگت بلتستان انتخابات مبینہ دھاندلی، کے خلاف احتجاجی مظاہرے 2 گروپوں میں تصادم متعدد زخمی

﴿بقیہ صفحہ ۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترتیب وپیشکش ابو رملہ

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر ۶ (۱۴۳۰ھ) کی اجمالی فہرست

﴿ اداریہ ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
پاک بھارت کشیدگی اور اس کے نتائج	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۳
اہلِ پاکستان کو بھارت اور اہلِ کفر سے ہوشیار رہنے کی ضرورت	// //	شمارہ ۲ ص ۳
سوات کا موجودہ امن معاہدہ	// //	شمارہ ۳ ص ۳
ایک اور تباہ کن زلزلہ کی پیشین گوئی	// //	شمارہ ۴ ص ۳
نظامِ عدل کا نفاذ	// //	شمارہ ۵ ص ۳
سوات آپریشن اور متاثرین	// //	شمارہ ۶ ص ۳
میڈیا کا مایوس کن کردار	// //	شمارہ ۷ ص ۳
بجلی کی لوڈ شیڈنگ کب ختم ہوگی؟	// //	شمارہ ۸ ص ۳
رمضان کو دنیا کا سیزن نہ بنایئے	// //	شمارہ ۹ ص ۳
رشوت کی گرم بازاری	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۱۰ ص ۳
خودکش حملے اور دھماکے کیوں؟	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۱ ص ۳
چینی کا بحران، حکومت اور عوام کا فریضہ	// //	شمارہ ۱۲ ص ۳

﴿ درسِ قرآن ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
یہودیوں کا عناد اور ان سے ایمان کی توقع نہ رکھنا (سورہ بقرہ قسط ۵۱، آیت نمبر ۷۵)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۶
یہودیوں کی منافقت اور توریت میں تحریف (سورہ بقرہ قسط ۵۲، آیت نمبر ۷۶ تا ۷۹)	// //	شمارہ ۲ ص ۵
یہودیوں کے چند دن جہنم میں جانے کا دعویٰ باطل ہے (سورہ بقرہ قسط ۵۳، آیت نمبر ۸۰ تا ۸۲)	// //	شمارہ ۳ ص ۵

Iqra Ghufran

بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے پھر جانا (سورہ بقرہ قسط ۵۴، آیت نمبر ۸۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۴ ص ۵
بنی اسرائیل کا خون ریزی اور دوسروں پر ظلم کر کے اللہ کے عہد کو توڑنا (سورہ بقرہ قسط ۵۵، آیت نمبر ۸۴، ۸۵)	〃 〃	شمارہ ۵ ص ۶
بنی اسرائیل کا دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا، خواہش کی پیروی، اور انبیاء کا قتل (سورہ بقرہ قسط ۵۶، آیت نمبر ۸۶ تا ۸۸)	〃 〃	شمارہ ۶ ص ۴
یہود کے ضد وعناد کی وجہ سے قرآن اور صاحبِ قرآن کی تکذیب وانکار (سورہ بقرہ قسط ۵۷، آیت نمبر ۸۹، ۹۰)	〃 〃	شمارہ ۷ ص ۵
یہود کا حسد کی وجہ سے اسلام قبول کرنے سے انکار (سورہ بقرہ قسط ۵۸، آیت نمبر ۹۱، ۹۲)	〃 〃	شمارہ ۸ ص ۵
یہود کی تورات کے احکام سے سرکشی (سورہ بقرہ قسط ۵۹، آیت نمبر ۹۳)	〃 〃	شمارہ ۹ ص ۵
یہودیوں کا یہ دعویٰ کہ جنت خاص ہمارے لئے ہی ہے (سورہ بقرہ قسط ۶۰، آیت نمبر ۹۴، ۹۵)	〃 〃	شمارہ ۱۰ ص ۴
یہودیوں کی لمبی زندگی کی حرص اور حضرت جبریل سے عداوت (سورہ بقرہ قسط ۶۱، آیت نمبر ۹۶ تا ۹۸)	〃 〃	شمارہ ۱۱ ص ۶
یہودیوں کی عہد شکنی اور کفر کی مثال (سورہ بقرہ قسط ۶۲، آیت نمبر ۹۹ تا ۱۰۱)	〃 〃	شمارہ ۱۲ ص ۶

﴿ درسِ حدیث ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
نماز کی اہمیت وتاکید (قسط ۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۹
نماز کی اہمیت وتاکید (دوسری وآخری قسط)	〃 〃	شمارہ ۲ ص ۹
اہل وعیال اور ماتحتوں کو نماز کی تاکید کرنے کی اہمیت وفضیلت	〃 〃	شمارہ ۳ ص ۸
نماز کو وقت پر پڑھنے کی فضیلت واہمیت	〃 〃	شمارہ ۴ ص ۱۰
نماز باجماعت کی فضیلت واہمیت	〃 〃	شمارہ ۵ ص ۱۰
تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت	〃 〃	شمارہ ۶ ص ۷
صفِ اوّل میں نماز کی فضیلت واہمیت	〃 〃	شمارہ ۷ ص ۷

Idara Ghufran

زکاۃ وصدقہ کے فوائد وبرکات	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۸ص ۷
زکاۃ ادانہ کرنے سے بارش اور پیداوار کی قلت کا عذاب	// //	شمارہ ۹ص ۷
ناجائز ذخیرہ اندوزی ایک بدترین قومی جرم	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۱۰ص ۷
صفوں کو درست کرنے کی فضیلت واہمیت	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۱ص ۱۲
استسقاء کی دعا اور نماز کا بیان (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۲ص ۸

مقالات ومضامین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
خود احتسابی کی ضرورت وافادیت	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ص ۲۹
عدالتیں انصاف فراہم کرنے سے کیوں قاصر رہتی ہیں؟	// //	شمارہ ۱ص ۳۱
اسرائیل کے مظالم اور مسلمانوں کے لئے عبرت	// //	شمارہ ۲ص ۲۳
بمبئی دھماکوں کے محرکات واسباب	// //	شمارہ ۲ص ۲۶
حکیم قاری محمد یونس صاحب مرحوم	// //	شمارہ ۳ص ۱۷
بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۳ص ۲۳
چیف جسٹس اور بعض دیگر ججوں کی بحالی	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۴ص ۲۲
تشریع اسلامی کا پس منظر اور اہل تجدد (قسط ۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۴ص ۲۴
ریلوے نظام میں اصلاحات کی ضرورت اور ریل کی افادیت (قسط ۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۵ص ۲۵
تشریع اسلامی کا پس منظر اور اہل تجدد (قسط ۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۵ص ۲۸
ریلوے نظام میں اصلاحات کی ضرورت اور ریل کی افادیت (دوسری وآخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۶ص ۱۰
تشریع اسلامی کا پس منظر اور اہل تجدد (تیسری وآخری قسط)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۶ص ۱۴
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں	// //	شمارہ ۷ص ۱۲
حضرت مولانا قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۸ص ۱۵
تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (قسط ۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۸ص ۲۲
ماہِ رمضان مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۹ص ۱۰
تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (قسط ۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۹ص ۱۶

Idara Ghufran

عید کے دن مسنون ومستحب اعمال	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۰ص۱۳
شبِ عید یعنی چاندرات کے فضائل واحکام	// //	شمارہ۱۰ص۱۵
شوال کے چھ روزں کے فضائل واحکام	// //	شمارہ۱۰ص۱۹
زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں ادا کرنے کا اہتمام کیجئے	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۰ص۲۳
تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (قسط۳)	// //	شمارہ۱۰ص۲۵
عید کس کی ہے؟	جناب وفا ملک پوری	شمارہ۱۰ص۹۸
زمینی پیداوار کی کمی اور اس کا حل	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۱ص۲۵
درود شریف کے فضائل وآداب (قسط نمبر۱)	// //	شمارہ۱۱ص۳۶
تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (قسط۴)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۴۰
این آر او کا قانون قومی وشرعی تناظر میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۲ص۱۸
سرکاری یوٹیلٹی سٹورز کی ناکامی کی وجوہات	// //	شمارہ۱۲ص۲۰
درود شریف کے فضائل وآداب (قسط نمبر۲)	// //	شمارہ۱۲ص۲۴
تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (پانچویں وآخری قسط)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۲ص۲۸

تاریخی معلومات

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ ذی الحجہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولوی طارق محمود	شمارہ۱ص۳۳
ماہِ محرم: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۲ص۲۸
ماہِ صفر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۳ص۳۰
ماہِ ربیع الاول: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۴ص۲۹
ماہِ ربیع الآخر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۵ص۳۲
ماہِ جمادی الاولیٰ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۶ص۱۷
ماہِ جمادی الاخریٰ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۷ص۱۷
ماہِ رجب: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۸ص۲۷
ماہِ شعبان: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۹ص۲۲

Idara Ghufran

ماہِ رمضان: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولوی طارق محمود	شمارہ ۱۰ص ۳۲
ماہِ شوال: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ ۱۱ص ۴۴
ماہِ ذیقعدہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ ۱۲ص ۳۳

﴿اصلاحی خطاب﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حق اور باطل کی فیصلہ کُن گھڑی	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۷ص ۲۳
کافروں کے ساتھ دوستی اوران کی طرف میلان	// //	شمارہ ۸ص ۳۱
حیاتِ دنیا کی حقیقت	// //	شمارہ ۹ص ۲۷
نکاح کی فضیلت واہمیت (قسط۱)	// //	شمارہ ۱۰ص ۳۷
نکاح کی فضیلت واہمیت (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۱۱ص ۴۷

﴿فقہی مسائل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
استقبالِ قبلہ (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۳)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۱ص ۳۵
نمازوں کے اوقات (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۴)	// //	شمارہ ۲ص ۳۱
نمازوں کے مستحب ومکروہ اوقات (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۵)	// //	شمارہ ۳ص ۳۴
نماز کی نیت (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۶)	// //	شمارہ ۴ص ۳۳
نماز کے اندرونی فرائض (نماز کے ارکان کا بیان: قسط۷)	// //	شمارہ ۵ص ۳۷
نماز کے اندرونی فرائض (نماز کے احکام: قسط۸)	// //	شمارہ ۶ص ۲۳
نماز کے اندرونی فرائض (نماز کے احکام: قسط۹)	// //	شمارہ ۷ص ۳۵
نماز کے اندرونی فرائض (نماز کے احکام: قسط۱۰)	// //	شمارہ ۸ص ۳۸
نماز کے واجبات (نماز کے احکام: قسط۱۱)	// //	شمارہ ۹ص ۳۹
نماز کی سنتیں (نماز کے احکام: قسط۱۲)	// //	شمارہ ۱۰ص ۴۲
نماز میں مکروہ امور (نماز کے احکام: قسط۱۳)	// //	شمارہ ۱۱ص ۵۳
مفسداتِ نماز (نماز توڑنے والی چیزیں) (نماز کے احکام: قسط۱۴)	// //	شمارہ ۱۲ص ۳۶

Idara Ghufran

آداب المعاشرت

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
گیس اور آگ پیدا کرنے والی اشیاء استعمال کرنے کے آداب	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۳۷
ہدیہ وتحفہ (Gift) لینے دینے کے آداب	// //	شمارہ ۱ ص ۳۹
غسل کرنے کے آداب	// //	شمارہ ۲ ص ۳۵
مسجد کے آداب	// //	شمارہ ۳ ص ۳۹
بالوں اور ناخنوں کے آداب	// //	شمارہ ۴ ص ۳۶
لباس اور پردے کے آداب (قسط ۱)	// //	شمارہ ۵ ص ۴۰
لباس اور پردے کے آداب (قسط ۲)	// //	شمارہ ۶ ص ۲۵
لباس اور پردے کے آداب (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۷ ص ۴۰
صفائی اور نظافت کے آداب (قسط ۱)	// //	شمارہ ۸ ص ۴۲
صفائی اور نظافت کے آداب (قسط ۲)	// //	شمارہ ۹ ص ۴۴
صفائی اور نظافت کے آداب (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۴۶
نام رکھنے کے آداب (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۵۶
نام رکھنے کے آداب (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۴۰

اصلاح وتزکیہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حکیم الامت کی چند نصائح (قسط ۱)	اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب	شمارہ ۱ ص ۴۷
حکیم الامت کی چند نصائح (قسط ۲)	// //	شمارہ ۲ ص ۳۹
حکیم الامت کی چند نصائح (قسط ۳)	// //	شمارہ ۳ ص ۴۶
حکیم الامت کی چند نصائح (چوتھی وآخری قسط)	// //	شمارہ ۴ ص ۴۴
بزرگوں کی صحبت اور فنائیت کے فوائد ومنافع	اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب	شمارہ ۴ ص ۱۶
کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (قسط ۱)	// //	شمارہ ۵ ص ۴۳

کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (قسط ۲)	// //	شمارہ ۶ ص ۳۵
کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (قسط ۳)	// //	شمارہ ۷ ص ۴۶
کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (قسط ۴)	// //	شمارہ ۸ ص ۴۸
کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (پانچویں و آخری قسط)	// //	شمارہ ۹ ص ۵۰
موجودہ حالات کے تناظر میں (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۶۰
موجودہ حالات کے تناظر میں (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۶۳
موجودہ حالات کے تناظر میں (قسط ۳)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۴۲

اصلاح العلماء والمدارس

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
کیا ٹیلی ویژن کا استعمال جائز ہوگیا؟	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۵۰
اسلامی بینکاری کا سفر	// //	شمارہ ۲ ص ۴۱
فتویٰ دہندہ کے لیے چند اہم ہدایات	// //	شمارہ ۳ ص ۴۸
بڑھتے ہوئے خودکش حملے اور اہلِ علم کی ذمہ داری	// //	شمارہ ۴ ص ۴۹
مسلمانوں کی موجودہ باہمی خون ریزی، ایک لمحۂ فکریہ	// //	شمارہ ۵ ص ۴۷
اسلامی بینکاری پر چند شبہات کا سرسری جائزہ (قسط ۱)	مفتی محمود اشرف عثمانی	شمارہ ۶ ص ۳۸
اسلامی بینکاری پر چند شبہات کا سرسری جائزہ (دوسری و آخری قسط)	// //	شمارہ ۷ ص ۵۰
دینی موضوع عملی زندگی سے متعلق ہونا چاہئے	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۸ ص ۵۲
ہوا کے رخ پر نہ چلیں	// //	شمارہ ۹ ص ۵۶
تراویح کے بعد خلاصۂ قرآن	// //	شمارہ ۱۰ ص ۶۲
قرآن فہمی کے متعلق چند غلط فہمیاں	// //	شمارہ ۱۱ ص ۶۶
ہر کام علماء کے ذمہ نہیں	// //	شمارہ ۱۲ ص ۴۳

علم کے مینار

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سرگذشت عہدِ گل (قسط ۱۵)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ ۱ ص ۵۲

Idara Ghufran

سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۶)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۲ص۴۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۷)	// //	شمارہ۳ص۵۱
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۸)	// //	شمارہ۴ص۵۱
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۹)	// //	شمارہ۵ص۵۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۰)	// //	شمارہ۶ص۴۵
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۱)	// //	شمارہ۷ص۵۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۲)	// //	شمارہ۸ص۵۵
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۳)	// //	شمارہ۹ص۵۷
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۴)	// //	شمارہ۱۰ص۶۴
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۵)	// //	شمارہ۱۱ص۶۹
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۶)	// //	شمارہ۱۲ص۴۶

﴿تذکرۂ اولیاء﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۵۷
کچھ دیر آخرت کے فکرمندوں کے ساتھ	// //	شمارہ۲ص۵۲
کچھ دیر آخرت کے فکرمندوں کے ساتھ	// //	شمارہ۳ص۵۴
قصہ ایامِ سلف کا سنا کے تڑپا دے مجھے	// //	شمارہ۴ص۵۴
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان	// //	شمارہ۵ص۵۹
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان	// //	شمارہ۶ص۴۹
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۲)	// //	شمارہ۷ص۶۱
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۳)	// //	شمارہ۸ص۵۸
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۴)	// //	شمارہ۹ص۶۲
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۵)	// //	شمارہ۱۰ص۶۵
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۶)	// //	شمارہ۱۱ص۷۲

Iqra Ghufran

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۷)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۱۲ ص ۴۸

﴿پیارے بچو!﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
بچو! دعا کر کے کامیابی حاصل کرو	حافظ محمد ناصر	شمارہ ۱ ص ۶۳
بچو! دوستی کیسے لڑکوں سے کی جائے؟	// //	شمارہ ۲ ص ۵۶
دھوبی اور ہنس	حکیم محمد فیضان	شمارہ ۳ ص ۵۹
عقل مند وزیر	ابوحافظ محمد فرحان خان	شمارہ ۴ ص ۵۹
سب سے بڑا ہتھیار	// //	شمارہ ۵ ص ۶۶
جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے	// //	شمارہ ۶ ص ۵۸
سچ بولنے کی برکتیں	// //	شمارہ ۷ ص ۶۳
اتحاد میں ہی طاقت ہے	// //	شمارہ ۸ ص ۶۲
عجیب دعوت	// //	شمارہ ۹ ص ۶۸
شیطان کے لڑائی کرانے کا طریقہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۰ ص ۷۰
عادت سے مجبور	ابوفرحان	شمارہ ۱۱ ص ۷۵
مظلوم کی بددُعا	// //	شمارہ ۱۲ ص ۵۱

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۴)	مفتی ابوشعیب	شمارہ ۱ ص ۶۶
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۵)	// //	شمارہ ۲ ص ۵۸
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۶)	// //	شمارہ ۳ ص ۶۲
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۷)	// //	شمارہ ۴ ص ۶۲
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۸)	// //	شمارہ ۵ ص ۶۸
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۹)	// //	شمارہ ۶ ص ۶۰
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۱۰)	// //	شمارہ ۷ ص ۶۵

پردے کی اہمیت اوراس کے چند ضروری احکام (گیارہویں وآخری قسط)	مفتی ابوشعیب	شمارہ۸ص ۶۵
ماہ رمضان کی عبادات	// //	شمارہ۹ص ۷۱
نیکی کا شوق (قسط۱)	// //	شمارہ۱۰ص ۷۲
نیکی کا شوق (دوسری اور آخری قسط)	// //	شمارہ۱۱ص ۷۶
ایک سبق آموز واقعہ	// //	شمارہ۱۲ص ۵۳

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہونے کی تحقیق	ادارہ	شمارہ۱ص ۷۲
شرعی سفر کی مقدار کتنی ہے؟	// //	شمارہ۲ص ۶۱
نماز میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق	// //	شمارہ۳ص ۶۸
نماز اور غیر نماز میں ٹوپی کا شرعی حکم	// //	شمارہ۴ص ۶۷
ڈاڑھی کا شرعی حکم اوراس کی مقدار	// //	شمارہ۵ص ۷۳
نماز کی پہلی اور تیسری رکعت میں جلسۂ استراحت کا حکم	ادارہ	شمارہ۶ص ۶۵
نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنے کا حکم؟	// //	شمارہ۷ص ۷۰
زیورات کی زکاۃ اوراس کا نصاب	// //	شمارہ۸ص ۷۰
تراویح کی بیس رکعات کے سنت ہونے کا ثبوت	// //	شمارہ۹ص ۷۸
صدقۂ فطر کے مسائل	// //	شمارہ۱۰ص ۷۸
وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہونے کا ثبوت	// //	شمارہ۱۱ص ۸۲
قنوتِ نازلہ کے احکام	// //	شمارہ۱۲ص ۵۶

کیا آپ جانتے ہیں؟

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سوالات وجوابات	ترتیب: مفتی محمد یونس	شمارہ۱ص ۸۹
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۲ص ۸۳

Iqra Ghufran

سوالات وجوابات	ترتیب:مفتی محمد یونس	شمارہ۳ص۸۵
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۴ص۸۹
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۵ص۸۷
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۶ص۸۷
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۷ص۸۶
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۸ص۸۸
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۹ص۹۰
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۰ص۸۷
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۱ص۸۹
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۲ص۷۶

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۲)	ابوجویریہ	شمارہ۱ص۹۲
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۳)	// //	شمارہ۲ص۸۷
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۴)	// //	شمارہ۳ص۸۸
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۵)	// //	شمارہ۴ص۹۱
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۶)	// //	شمارہ۵ص۹۲
حضرت اسماعیل علیہ السلام (سترہویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۶ص۹۱
حضرت اسحاق علیہ السلام (قسط۱)	// //	شمارہ۷ص۸۹
حضرت اسحاق علیہ السلام (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۹۱
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۱)	// //	شمارہ۹ص۹۲
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۲)	// //	شمارہ۱۰ص۹۲
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۳)	// //	شمارہ۱۱ص۹۱
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۴)	// //	شمارہ۱۲ص۸۱

Idara Ghufran

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
چند خشک میوہ جات اوران کے خواص	حکیم محمد ابراہیم شیخ	شمارہ ۱ص ۹۵
روغنِ زیتون (Olive Oil)	حکیم محمد فیضان	شمارہ ۲ص ۹۳
شہد (Honey)	// //	شمارہ ۳ص ۹۱
انجیر (Fig)	// //	شمارہ ۴ص ۹۳
کدو (PUMPKIN) یقطین (قسط ۱)	// //	شمارہ ۵ص ۹۴
کدو (PUMPKIN) یقطین (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۶ص ۹۳
جامن (jamboline)	// //	شمارہ ۷ص ۹۲
لیچی (CHINFRUIT)	// //	شمارہ ۸ص ۹۵
پودینہ (Mint)	// //	شمارہ ۹ص ۹۴
نظم حکمت	// //	شمارہ ۱۰ص ۹۴
اناناس (PINE APPLE)	// //	شمارہ ۱۱ص ۹۳
املوک (PERSIMMON)	// //	شمارہ ۱۲ص ۸۴

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ ۱ص ۹۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۲ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۳ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۴ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۵ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۶ص ۹۵
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۷ص ۹۵
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۸ص ۹۷

ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۹ص۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۰ص۹۵
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۱ص۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۲ص۸۵

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابرار حسین ستی	شمارہ۱ص۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۲ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۳ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۴ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۵ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۶ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۷ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۸ص۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۹ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۰ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۱ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۲ص۸۶

مختصر ضروریاتِ دین کورس برائے خواتین

ادارہ غفران کے شعبہ اصلاح وتبلیغ کے تحت ادارہ میں خواتین کے لئے شش ماہی مختصر ضروریاتِ دین کورس کا آغاز ہوگیا ہے،جس میں خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور ضروری مسائل کی تعلیم شروع ہے

اوقاتِ سبق: صبح 09.30 بجے تا 11.30 بجے۔

خواہش مند خواتین دفترِ ادارہ سے رجوع فرمائیں

نظامیہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی، فون 5507270